

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 2, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past five in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً مِنْ بَعْضِ الْكِتَابِ الْكَرِيمِ
ثُمَّ أَنْصَرَفُوا سَرَعًا فَلَوْ بِهِنَّ جُنَاحٌ عَنِ السَّمَاءِ
كَمَ رَسُولٍ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ ۝ فَان تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر ہٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل ہٹ دیئے کہ وہ ناکچھ لوگ ہیں بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, June 2, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past five in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً مِنْ بَعْضِ الْكِتَابِ الْكَبِيرِ
ثُمَّ أَنْصَرَفُوا سَرَعًا فَلَوْ بِهِنَّ فُتِحْنَ بِالْحَقِّ فَعُلِيْنَ
كَمْ رَسُولٍ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَزَيَّرُوا عَلَيْهِمْ مَا عَنَّتُمْ مِنْهُنَّ
بِالْمُؤْمِنِينَ رُفُوفٌ رَحِيمٌ ۝ فَانْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں پھر ہٹ جاتے ہیں اللہ نے ان کے دل ہٹ دیئے کہ وہ ناکچھ لوگ ہیں بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چلنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے

سوا کسی کی بندگی نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔

جناب عبدالصمد ڈوگر صاحب نے نجی وجوہات کی بناء پر آج مورخہ 2 جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے ملائیشیا تشریف لے گئے ہیں۔ انہوں نے مورخہ 2 تا 8 جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، مولوی سید امیر خان نے ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ 2 تا 5 جون کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، میر محمد حسین واجہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر 26 تا 29 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب اکرم شاہ خان صاحب نجی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 28 تا 30 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

POINTS OF ORDER

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین !

جناب چیئرمین، جی جناب حاجی جاوید اقبال صاحب آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب چیئرمین ! سب سے پہلے میں اپنے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے دوران الیکشن قوم کے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ احتساب کا عمل ہم برسرِ اقتدار آ کر کریں گے اور انہوں نے وہ بل پاس کرا لیا۔ نیشنل اسمبلی کے ممبران کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ممبران سینٹ کو بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین ! 23.5.97 کو سینٹ میں میرا ایک سوال تھا جس کا نمبر تھا 153 'جس میں' میں نے یہ کہا تھا وزیر مواصلات سے کہ کیا وزیر مواصلات بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل سی غربی ضلع ایٹ آباد میں ٹیلی فون exchange کی تنصیب کے لئے اراضی حاصل کر لی ہے 'اگر ایسا ہے تو مذکورہ بلڈنگ کب تک تعمیر کر لی جائے گی تو جواب میں جناب وزیر موصوف نے یہ کہا تھا کہ جی نہیں۔ یعنی ایسی کوئی جگہ ہم نے نہیں لی تو پھر جواباً میں نے ضمنی سوال میں 'کہا کہ جناب اگر میں ثبوت فراہم کر دوں کیوں کہ bureaucracy اس وقت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ وہ سوالوں کا جواب تک بھی صحیح نہیں دیتی تو پھر آپ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ آپ proof لے آئیں۔

جناب والا ! یہ زمین دو کنال ایک مرہ 'جس کا ثبوت میرے پاس ہے' میں آپ کو پیش کروں گا چار لاکھ روپے میں خریدی گئی اور میں 'اس ہاؤس میں آپ کے سامنے یہ حلقہ کہتا ہوں کہ جو جگہ لی گئی ہے وہ پانچ سو روپے کنال بھی نہیں فروخت ہوتی۔ یہاں آپ سے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں اور ہمارے وزیر موصوف جو انتہائی مخلص، دیانت دار ہیں وہ ہمارے ساتھ جائیں اس کمیٹی کے چیئرمین ہوں اور موقع پر ملاحظہ کریں۔ یہ چار لاکھ میں خریدی گئی ہے دو کنال زمین جو کہ پانچ سو روپے کنال کے حساب سے کوئی بھی لینے کو تیار نہیں ہے۔ میں اسی گاؤں کا رستہ والا ہوں۔ اس کی history میں دو لاکھ روپے کنال کے حساب سے یہ خریدی گئی ہے۔ یہ ملی بھگت سے جس شخص نے زمین بیچی ہے وہ بھی اس میں ملوث ہے اور جنہوں نے خریدی ہے وہ بھی ملوث ہیں۔

جناب چیئرمین، تو دو باتیں ہو گئیں۔ ایک آپ نے فرمایا کہ وزیر صاحب نے صحیح جواب نہیں دیا اور اس کا ثبوت آپ نے دیا ہے۔ دوسرا آپ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ زمین بہت ہنگی خریدی گئی ہے اس کی اصل قیمت کتنی ہو گی۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ یہ جناب زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپے کی ہو گی۔

جناب چیئرمین، ایک ہزار روپے کی ہو گی تو آپ اس طرح کریں یہ ان کو دے دیں، راجہ امین صاحب یہ آپ ان سے یہ کافدات لے لیں اور مہربانی کر کے منسٹری کو ایک خط لکھیں اور یہ ساتھ لگا کر get their explanation کہ کیا بات ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ اور ایک کمیٹی مقرر کریں جی۔

جناب چیئرمین، کمیٹی کی ابھی فی الحال کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب! دو حصے ہیں اس کے ایک یہ کہ وزیر صاحب نے، اگر یہ ثابت کر سکیں کہ وزیر صاحب نے mislead کیا ہے یا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین، وزیر نے نہیں کیا I think ان کے افسروں نے کیا ہے کیوں کہ یہ مجھے یاد ہے ہوا یہ تھا کہ انہوں نے سوال پوچھا تھا جی کہ کیا زمین خریدی گئی ہے on behalf of the Telecommunications کوئی وہاں پر آئیجنگ لگانا تھا تو انہوں نے کہا جی کوئی زمین نہیں خریدی گئی۔ انہوں نے کہا جی کہ میرے پاس ثبوت ہے تو میں نے کہا کہ ثبوت لے آئیں تو یہ فرد اور انتقال کی نقل لے آئے ہیں یہ آپ (گوہر ایوب صاحب) بھی دیکھ لیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی زمین خریدی گئی تھی اور چار لاکھ میں خریدی گئی تھی۔

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, I will pass it on to the Minister concerned.

Mr. Chairman: I think, what we will do is

کہ کافد ادھر ادھر نہ ہو جائے، اگر ملتی صاحب آپ ان کو کافد دے دیں let the office write to the Ministry, bring it to their notice کہ آپ کا یہ جواب تھا، یہ ثبوت ہے تو مہربانی کر کے you let us know what is the position فی الحال اگر راجہ امین صاحب ان کو باقاعدہ لکھ

دیں otherwise کاغذ گم نہ ہو جائیں۔

Mr. Gohar Ayub Khan: I request the Senate to give a photocopy of it.

جناب چیئرمین۔ اس کی فوٹو کاپی کروا کے گوہر ایوب صاحب کو بھی دے دیں۔
جناب زاہد خان صاحب آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

Re: GAMBLING IN CRICKET

جناب محمد زاہد خان۔ جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر سپورٹس کے متعلق ہے۔ یہ خبر ”جنگ“ میں آئی ہے کہ پاکستان آزادی کپ بھی جوئے کے باعث ہارا، عامر سیل۔ جناب والا! آج سے تین ہفتے پہلے ایک سوال سپورٹس کے متعلق آیا تھا۔ یہ جو کیس چل رہا تھا عامر سیل کا جس میں مشاہد حسین صاحب نے کہا تھا کہ وہ بورڈ اور ڈسپن کمیٹی کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کر رہے ہیں اور وہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس کے بارے میں کوئی کمیٹی بھی بنی تھی جس میں آسٹریلین کھلاڑیوں کو کہا گیا تھا کہ آپ یہاں آ کر گواہی دے دیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ بھئی ہم نہیں آ سکتے لیکن مسئلہ ابھی تک جوں کا توں چل رہا ہے۔ دنیا میں ہماری قوم و ملک کی رسوائی ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں مشاہد حسین صاحب بھی اور حکومت بھی اس معاملے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ لہذا، چیئرمین صاحب ہم نے پہلے عرض کیا تھا کہ اس کے لئے ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے جو یہ مسئلہ حل کرے، ورنہ یہ مسئلہ تو چلتا رہے گا اور قوم کی رسوائی ہوتی رہے گی۔ تو یہ بہتر ہوگا کہ اس کے لئے ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے جو اس معاملے کا جائزہ لے۔ اس نے صدر مملکت سے بھی اپیل کی تھی کہ مجھے سنا جائے۔ ڈسپن کمیٹی نے میرے خیال میں اس کو جرمانہ بھی کیا اور اس کو کہا کہ دو مہینے کے بعد ہم آپ کو اجازت دے دیں گے، اس کو اجازت تو نہیں ملی ہے اور اوپر سے اس کو جرمانہ کر دیا ہے۔ یہ مسئلہ اس طرح حل نہیں ہو رہا ہے۔ لہذا، میری تجویز یہ ہے کہ آپ ہاؤس کی کمیٹی اس پر تشکیل دیں، اگر مشاہد صاحب کو اس پر اعتراض نہ ہو تاکہ وہ اس مسئلے کا حل تلاش کرے ورنہ یہ روز اخبارات میں آتا رہے گا اور ملک و قوم کی رسوائی ہوتی رہے گی۔

جناب چیئرمین۔ جی معاذ حسین صاحب۔

جناب مشاہد حسین۔ آج معزز ممبر نے اس کا ذکر بھی کیا ہے اور آج میری

دوہرے ساڑھے بارہ بجے ماجد خان سے بات بھی ہوئی ہے جو Chief Executive of the Pakistan Cricket Board ہیں۔ اس میں دو تین aspects ہیں۔ جہاں تک آسٹریلین allegations کا تعلق ہے اس بارے میں میں نے سینٹ میں اپنی سٹیٹمنٹ دی تھی اور جو آسٹریلین کرکٹرز کی رپورٹ تھی، حین وارن اور دوسرے لوگوں نے جو سلیم ملک کے بارے میں دی تھی، اس رپورٹ کی پوری investigation ہوئی تھی، فخر الدین جی ابراہیم کی کمیٹی تھی اور یہ رپورٹ میں نے فلور آف دی ہاؤس میں officially present کر دی تھی جو کہ آپ کے ریکارڈ کا اب حصہ ہے۔ اس میں conclusive evidence نہیں تھی according to the Committee of enquiry headed by Mr. Justice Fakhr-ud-din G. Ibrahim تو وہ ایک الگ معاملہ ہوا۔ دوسرا جہاں تک عامر سہیل کا تعلق ہے آج میں نے ماجد خان سے بات کی ہے اور یہی بات ہو رہی تھی کہ آج پھر allegation ان کی طرف سے لگا ہے that we lost the independence cup because of gambling they would like to invite Aamir Sohail to present any evidence that he may have about

substantiating his allegations of gambling before the Cricket Board اور میری اپنی رائے تو یہ تھی کہ اس ایٹھ کو اگر seriously investigate کیا جائے اور کوئی conclusive evidence ملے جو ابھی تک نہیں ملے So the Cricket Board will request Aamir Sohail to give any evidence that he has about his allegations جہاں تک ہاؤس کمیٹی کا تعلق ہے we have absolutely no objection to the formation of the House Committee, after all the Parliament is supreme. It is elected body اگر یہ investigate کرنا چاہے، ہاؤس کمیٹی کرنا چاہے تو most welcome.

Mr. Chairman: Now before we proceed further, I would like to inform the House that a seven-member delegation of Jiangxi Provincial People's Congress of China led by Mr. Huang Mingxin, Vice Chairman of the Standing Committee

Jiangxi Provincial People's Congress is here with us in the gallery, we welcome them.

(Thumping of desks)

جناب چیئر مین۔ جی جناب خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور، جناب چیئر مین! پچھلے کئی دنوں سے افغانستان، پاکستان اور ایران کے بارے میں خبریں اخبارات میں آ رہی ہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ پاکستان مداخلت کر رہا ہے اور ان کی وضاحتیں بھی ہوتی رہی ہیں کہ پاکستان افغانستان کے معاملے میں مداخلت نہیں کر رہا ہے۔ آج، جنگ، لاہور میں ہیڈ لائن ہے بہت بڑی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں صرف ہیڈ لائن ہی پڑھ کر آپ کو سناؤں۔

جناب چیئر مین، صرف ہیڈ لائن پڑھ دیں لیکن مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اخبار میں آنے تو مداخلت کر رہا ہے، اگر نہ آنے تو نہیں کر رہا ہے۔ یہ کیا بات ہوئی۔ یعنی اخبار پر سب چیز منحصر ہے کہ اس میں آگیا ہے تو ہو گیا ہے کام۔

جناب خدائے نور، بہت سخت قسم کی دھمکی پاکستان کو دی گئی ہے۔ "افغانستان میں پاکستان آگ سے کھیل رہا ہے، روس۔" پاکستان وسط ایشیاء سے تیل اور گیس کا حصول چاہتا ہے، افغانستان میں غلہ جنگی جاری رہی تو تیل آگے نہیں جانے گا اور عدم استحکام سے علاقے کی سلامتی کو نقصان پہنچے گا۔ روسی پارلیمنٹ کے صدر کی طرف سے مبینہ پاکستانی مداخلت کی مذمت۔ اس سے یہ ضرور ہے کہ ایک بہت بڑی سہر طاقت کی طرف سے یہ ہو رہا ہے۔ اور انہی کے ساتھ ہی ساتھ "امریکہ اور پاکستان کی خفیہ سروسز نے افغانستان کے بارے میں منصوبہ بنایا ہے اور ایسا کردار ادا کیا ہے جسے واضح مداخلت قرار دیا جائے تو بیجا نہیں ہوگا۔" امریکہ وسط ایشیاء کے مہدنی وسائل تک رسائی چاہتا ہے۔ "وائس آف جرمنی۔ طالبان نے دو سو کلومیٹر تک پسپائی اور تین سو بے کھونے کا اعتراف کر لیا۔ مزار شریف پر طالبان کی بمباری، پنج شیر میں مسود کے دو کمانڈر ہلاک، درہ سالان پر قبضے کے لئے شدید لڑائی۔ ہلاک، زخمی اور گرفتار ہونے والوں میں پاکستانی فوجی اور سپاہ صحابہ کے ارکان بھی ہیں، ریڈیو تہران۔ آٹھ ہزار طلبہ حماد کے لئے افغانستان طلب کر لئے گئے ہیں۔ شمال افغانستان کے لئے کچھ شرطیں، ایران کا بھارت، قازکستان اور

کرغیزستان سے مطالبہ۔ یہی خبر اسی اخبار میں کسی اور حوالے سے ہے۔۔۔

جناب چیئرمین، تو پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے آپ کا کہ کیا ہونا چاہیئے؟

جناب خدائے نور، وزارت خارجہ کے وزیر موصوف یہاں تشریف فرما ہیں۔ میں ان سے اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آیا واقعی ہم وہاں مداخلت کر رہے ہیں، واقعی روس کی طرف سے ہمیں دھمکی ہے کہ ہم آگ سے کھیل رہے ہیں۔ تو یہی میں نے آپ کو کہا ہے کہ ایک چھوٹی سی خبر اور بھی ہے۔

جناب چیئرمین، جی اب کافی ہو گیا ہے، اب آپ نے پڑھ لیا ہے اب بعد میں ہوگا۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے جواب آجائے پھر باقی بات بعد میں کریں گے۔ جی جناب وزیر خارجہ صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان، جناب چیئرمین صاحب! معزز سیکرٹری نے کافی چیزیں

پڑھ دی ہیں from "Jang" Lahore۔ ایک تو یہ کہ روس کی طرف سے فارن آفس میں کوئی دھمکی نہیں آئی۔ میں یہ بھی آپ کو کہنا چاہتا ہوں اور سینٹ کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ روس کے ڈپٹی فارن منسٹر یہاں 6 اور 8 تاریخ کے درمیان پاکستان میں آ رہے ہیں۔ میں as Foreign

Minister of Pakistan روس جا رہا ہوں، 8 جولائی کو میری وہاں پر appointments ہیں اور میں ان کی دعوت پر جا رہا ہوں۔ دوسرا کہنا کہ پاکستان مداخلت کر رہا ہے افغانستان میں، اس سلسلے میں ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ مداخلت پاکستان نہیں کر رہا ہے اور یہ ہم واضح کر چکے ہیں۔ باقی پانپ لائن کی بات ہے تو اگر جغرافیہ دیکھیں افغانستان کی تو پانپ لائن ویسٹرن علاقے سے آ رہی ہے۔ وہ تمام علاقہ طالبان کے کنٹرول میں ہے۔ جو اخبار نے دیا ہے it is highly speculative۔

بج شیر میں مسود ہیں، سالانگ تک مرکز کھلی ہے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ مزار شریف میں situation fluid ہے، یا Northern Alliance جو ہے۔۔۔ اور طالبان کے درمیان پہلے جو

conflict ہوا تھا، طالبان نے مزار شریف پر قبضہ کیا اور پھر جو difference ہوئے، اب طالبان مزار شریف کے باہر ہیں۔ لیکن جنرل ملک اور طالبان کے درمیان پھر negotiations شروع

ہو گئی ہیں۔ انشاء اللہ بہتر situation ہو جائے گی اور جس طرح highlight کیا گیا ہے اس طرح کی alarming situation نہیں ہے۔ شکریہ جناب۔ اگر معزز ایوان یہ چاہتا ہے تو we can have a

detail statement given by the Foreign Ministry. حکمیرہ جناب۔

جناب چیئرمین۔ آج پرو روگ ہو رہا ہے۔

میاں رضا ربانی۔ پرو روگیشن آرڈر آگئے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ کیوں جی آرڈر آگئے ہیں۔ آگئے ہیں۔ آپ کو مبارک ہو۔

میاں رضا ربانی۔ خیر مبارک، پھر ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین۔ ڈاکٹر حنی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! میں نے اس معزز ایوان میں مختصر آ دو باتیں کہنی

ہیں۔ ایک تو مسئلہ یہ ہے کہ یہ جو پرائیویٹائزیشن کا عمل ہے، جیسے ریلوے ہے، واپڈا ہے، پی ٹی سی ہے، پی آئی اے ہے، جناب بڑے بڑے ادارے ہیں۔ ان میں لاکھوں کی تعداد میں ملازمین کام کر رہے ہیں۔ ایک تو حکومت کو یہ پالیسی واضح کرنی چاہیئے کہ پرائیویٹائزیشن کی صورت میں یہ جتنے ملازمین ہیں ان کا کیا ہوگا کیونکہ آج منگائی ہے 'jobs' کا بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے اور ملازمین بھی کبھی ہڑتال کرتے ہیں، کبھی کچھ کرتے ہیں۔ تو حکومت کی طرف سے ایک پالیسی آئی چاہیئے کہ بھٹی ان کے لئے آپ کیا بندوبست کریں گے۔ اگر یہ بڑے بڑے ادارے پرائیویٹائز ہو جائیں گے۔

نمبر ۲۔ اخبارات میں مسلسل یہ باتیں آ رہی ہیں ملازمین کے بارے میں کہ پینشن کو ۶۰ سال کی بجائے ۵۵ سال پر کر رہے ہیں۔ آئندہ ملازمین کنٹریکٹ بیسز پر ہوں گے۔ اس کے علاوہ یہ کہتے ہیں کہ پچھلی حکومت میں ایک لاکھ سے زائد ملازمین جو بھرتی ہوئے ہیں ان کو نکال دیا جائے گا کیونکہ یہ جیلے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ ساری بے چینی فیڈرل گورنمنٹ کے ملازم طبقے میں ہے اور لوگ واقعتاً حیران ہیں۔ حکومت کی کوئی پالیسی نہیں آ رہی ہے۔ اخبارات انہی طرف سے speculation بھی کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس میں کچھ صداقت بھی ہو، حقائق بھی ہوں۔ مجموعی طور پر تمام ملازمین میں ایک بے چینی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ ٹکے ہم کر رہے ہیں تو اس سے کچھ لوگ سرپس ہو جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں حکومت کی واضح پالیسی آئی چاہیئے۔ بلوچستان میں آپ یقین کریں کہ سو ڈیڑھ سو ملازمین سو فی سدرن گیس میں ملازم ہوئے ہیں۔ کوئی ۲۵/۳۰ پی آئی اے میں ملازم ہوئے ہیں۔ وہ سارے پریشان ہیں۔ فیڈرل کوآپریٹو بینک

میں کچھ ملازم ہوئے ہیں وہ ہر وقت ہماری جان کھاتے ہیں، روز ٹیلی فون آتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے کیا کر رہے ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ وہ صوبے جن کی کوئی نمائندگی نہیں ہے، برائے نام نمائندگی ہے، پمپل حکومت میں چند لوگوں کو ملازمت ملی ہے۔ تو حکومت کی کوئی پالیسی آئی چاہیئے، ان کا خاص خیال رکھنا چاہیئے جن کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ اور ملازمین کا بھی حق بنتا ہے۔ مہنگائی بہت ہے، بیروزگاری ہے۔ تو یہ ایک پریکٹس کن مسئلہ ہے۔ جس سے لاکھوں فیملیز متاثر ہوں گی۔

تیسرا آپ کی اجازت ہو تو پرانا مسئلہ سینڈک پراجیکٹ کا ہے۔ یہاں وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ ان کے جو ۲۲ کروڑ ہیں، میں نے عرض کیا تھا کہ ۶۷۶ کروڑ میں سے ۲۲ کروڑ ان کا بتایا تھا، اس سال ۲۰ جون سے پہلے ان کو ریٹیز ہونا چاہیئے۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ چین کی حکومت کو منسٹری آف پروولیم نے ایک لیٹر بھیجا تھا۔ جناب کہ ان کو ہم پروڈکشن فیمنٹ کمیٹی میں بھیج دیں۔ اس کے اوپر دستخط بھی ہوں گے اور وہ ٹریننگ بھی وہاں لیں گے۔ یہاں مسلسل عرض کرنے کے باوجود منسٹری آف پروولیم سے کوئی جواب نہیں ملا ہے۔ جناب یہ حکومتی فیصلے ہیں جن پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ ای سی سی کمیٹی نے ۱۵۰۰ ملین ۱۲ فروری کو دینے کا وعدہ کیا تھا، ۵۰۰ ملین سینڈک پراجیکٹ کو چلانے کے لئے دے دیں گے اور ۱۰۰۰ ملین روپے بعد میں بنکوں کے ذریعے دیں گے۔ جناب یہ ایک اہم اقتصادی منصوبہ ہے۔ وہاں ۱۳۰۰ ملازمین ہیں۔ آپ یقین کیجئے کہ پلانٹ کو چلانے کے لئے ان چھوٹے ملازمین نے اپنے طور پر چندہ دیا ہے اور وہ ۵۰ میگاواٹ کا پاور ہاؤس ہے۔ بہت sensitive اور بہت important ہے۔ اس کی افادیت یہ ہے کہ وہ سارے علاقے کو بجلی دے سکتا ہے۔ اتنا پاور فل ہے۔ ساڑھے تین کروڑ کا کیمیکل ہے وہ ضائع ہو جانے لگا۔ ہم تو نہیں جانتے۔ ٹیکنیکل لوگ کہتے ہیں۔ دوسرا مشینری کے جو حساس پرزے ہیں جب وہ کام نہیں کریں گے، وہ سرکٹ نہیں ہوں گے، کام نہیں ہوگا تو امکانات ہیں کہ وہ خراب ہو جائیں گے۔ تو ۱۶ ارب کا پراجیکٹ ہے۔ اور ڈائریکٹلی indirectly ہزاروں آدمیوں کی روزی کا بھی مسئلہ ہے۔ ۱۳۰۰ ملازمین ہیں، وہ لگے ہوئے ہیں۔ پراجیکٹ بند پڑا ہوا ہے۔ جناب والا اس پراجیکٹ سے اربوں روپے کی آمدنی ہو سکتی ہے۔ یقین کیجئے جہاں سونا ہو، تانبا ہو، ایک دفعہ انہوں نے کام پر بھیجا ہے اس سے انہیں ۱۶ کروڑ کا فائدہ ہوا ہے۔ اگر یہ چلنے دیں۔ انہوں نے محنت بھی کی، انویسمنٹ بھی کی، میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ نفع بخش پراجیکٹ

ہے۔ اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ پھر اس کو ورکنگ کیپٹل چاہیئے۔ جس طرح انہوں نے ای سی سی میں طے کیا ہے۔ اگر یہ اس کو چھپنے دیں تو یہ نہ صرف بلوچستان بلکہ سارے ملک کی economy کی مدد کرے گا اور ہمیں اپنی ضروریات کے لئے باہر سے تانبا وغیرہ منگوانا پڑتا ہے اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہمارے ملک کی ۵۰ فیصد تانبے کی ضرورت یہ پراجیکٹ پوری کرے گا۔ اس کے ساتھ اور کئی minerals ہیں۔ بلوچستان کے لوگ چاہتے ہیں کہ ان کے چھوٹے موٹے کام ہونے چاہئیں۔ تاکہ main stream میں ہمارے لوگ آئیں اور شرکت کا احساس کریں ملکی تعمیر اور صنعت میں اور اس طرح کے سینڈک جیسے منصوبے active ہو سکیں۔

جناب چیئرمین۔ اب آپ نے اتنے پوائنٹس اٹھا دیئے ہیں سمجھ نہیں آتا کہ کس وزیر صاحب سے درخواست کروں۔ راجہ صاحب، آپ کچھ بات کر سکیں گے۔ ان کے دو تین پوائنٹس ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ پرائیویٹائزیشن ہو رہی ہے اور جو ملازمین ہیں ان کے تحفظ کے بارے میں کوئی گورنمنٹ کی پالیسی، لگتا تو یہ ہے کہ ان کو protect کیا جائے گا۔

نمبر ۲۔ انہوں نے کہا ہے کہ جی افواہ پھیل رہی ہیں کہ آئندہ 55 سال، 58 سال پر ملازمین کو retire کر دیا جائے گا اور تیسرا سینڈک جو بڑا اہم پروجیکٹ ہے۔ کہتے ہیں کہ پاکستان میں تانبہ آگیا تو پاکستان میں تانبہ ہی تانبہ ہو جائے گا۔ تو اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کے لیے assurance دے دیا جائے کہ اس پروجیکٹ کو finance کیا جائے گا، چلایا جائے گا۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب! یہ جو افواہیں ہیں ان کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ وہ تو خود ڈاکٹر صاحب ہیں۔ انہیں خود چاہیئے اور پتہ ہونا چاہیئے کہ افواہ پر کان نہیں دھرنے چاہئیں۔ تو دو substantial معاملات ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ وہ پرائیویٹائزیشن کے وقت ورکرز کے لئے کوئی سوت رکھی جائے گی یا انہیں ویسے ہی فارغ کر دیا جائے گا۔ تو کسی بھی انڈسٹری میں جب پرائیویٹائزیشن کا عمل ہوا ہے تو کسی کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں کی گئی ہے۔ کسی کو گولڈن شیک بینڈ دیا گیا ہے۔ کسی کو وہیں رکھا گیا ہے۔ اس لئے کوئی ایسی بات نہیں کی گئی ہے جس سے ان کے مفادات کو نقصان پہنچے اور نہ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ ہوگی۔

جہاں تک سینڈک کا مسئلہ ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ بحث سے پہلے میری خواہش یہ ہوگی کہ یہ وزیر خزانہ صاحب سے نہ صرف ڈاکٹر صاحب بلکہ دوسرے ارکان، جو اس میں دلچسپی رکھتے

ہیں ، وہ ان سے ایک تفصیلی تعلقات کر کے پتہ کر لیں کہ آئندہ اس کے لئے بجٹ میں کیا allocation کی جا رہی ہے تاکہ ان کی تسلی ہو سکے کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ مسئلہ کئی بار اٹھایا ہے اور اس کی اہمیت میں کوئی شک نہیں ہے ۔ لیکن ان سے بات کر کے پھر یہ کسی نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں ۔ ویسے روز اٹھانے سے فائدہ کوئی نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے ۔ جی جناب رضا ربانی صاحب ۔

ii) Re: ECONOMIC REFORMS OF GOVERNMENT

میاں رضا ربانی ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کا شکر گزار ہوں ۔ جناب یہ ذرا تھوڑا سا سنجیدہ مسئلہ ہے ۔ اور جو خبر شائع ہوئی ہے کل کے تمام اخبارات میں ، اس سے یہ بات بالکل واضح طور پر سامنے آ جاتی ہے کہ حکومت کی جو فریب کی پالیسی ہے اور عوام کو دھوکہ دینے کی پالیسی ہے اس پر یہ گامزن ہے ۔ کیونکہ آپ کو یاد ہوگا جناب چیئرمین ! کہ ۲۸ مارچ کو غالباً ایک بیکنج وزیر خزانہ نے اعلان کیا تھا economic reforms کا ، اور اس بیکنج کے اندر کہا گیا تھا کہ جی یہ پمپلی حکومت نے جو ریگولیٹری ڈیوٹی لگائی تھی یہ اس نے بڑا غلط کام کیا تھا اور ہم اس ریگولیٹری ڈیوٹی ، جو 10% تھی ، اس کو ختم کر رہے ہیں ۔ دوسرے items کے اوپر duties ختم کی جا رہی ہیں اور رعایت دی جا رہی ہیں ۔

اب یہ ۲۸ مارچ سے لے کر ۲ مئی تک یہ drawbacks رہیں اور نہ جانے اس میں کس کو فائدہ دینا یا کس لابی کو خاص طور پر فائدہ دینا مقصود تھا ۔ جبکہ کل جناب والا اس بی آر نے ایک نیا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے ۔ جس کے توسط سے 71 items کے اوپر ریگولیٹری ڈیوٹی جو ہے وہ واپس لگا دی گئی ہے ۔ جو 35% تک ہوگی ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ 282 اشیاء کی ڈیوٹی میں رد و بدل کیا ہے یا اس کو increase کیا گیا ہے ۔ جو مختلف رعایت اس بیکنج میں دیئے گئے تھے ان کو withdraw کیا گیا ہے ۔

جناب والا ! یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آئندہ ، اگلے چودہ یا پندرہ دنوں کے اندر بجٹ آنے والا ہے لیکن وہاں پر بھی یہ غالباً فریب لوگوں کو دینا چاہ رہے ہیں کہ جی بجٹ کے اندر ہم نے ٹیکسیشن نہیں بڑھائی ۔ لہذا پندرہ دن پہلے ریگولیٹری ڈیوٹی بھی 35% تک لگ گئی

ہے۔ 282 items پر ڈیویز کو enhance کر دیا گیا ہے اور ان کے اندر جو رعایت دی گئی تھیں ان کو ختم کر دیا گیا ہے تو before the budget ایک مینی بجٹ دیا گیا ہے جس سے ٹیکسیشن کے غلطے proposals پہلے ہی سامنے آچکے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے کہ یہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے۔ اگر سرتاج عزیز صاحب ہوں تو مناسب ہو گا۔ پھر خیال ہے کہ پہلے باقیوں کو سن لیں، پھر آپ کو سن لیں گے۔ اگر اسی پر آپ کا پوائنٹ ہے تو پھر فرمائیں۔ جی صدر عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ جناب والا! جناب سرتاج عزیز صاحب نہیں ہیں لیکن راجہ ظفر الحق صاحب تو بیٹھے ہیں، جو کہ ہمارے بہت ہی محترم اور قابل احترام لیڈر آف دی ہاؤس ہیں۔ جناب والا! آپ کو یاد ہو گا کہ جب صدر صاحب کے خطاب پر بحث چل رہی تھی تو میں یہاں اسی issue پر کچھ بول رہا تھا اور unfortunately راجہ صاحب خود مجھے بڑا question، economic package withdraw میں نے اس میں کہا تھا کہ آپ کا یہ economic package withdraw ہو رہا ہے۔ اب وہ اس کا اعلان کریں یا نہ کریں لیکن بنیادی طور پر economic package withdraw ہو چکا ہے۔ اس economic package جس کا اب جناب یہ تھا کہ پاکستان میں production بالکل ختم ہو گئی ہے اور اس production کو دوبارہ بڑھانے کے لئے ہم import duties کم کر رہے ہیں اور ایک طویل فہرست دی گئی کہ لٹل، لٹل چیزوں پر import duty ختم کی گئی ہے۔

اب جناب! 28 مارچ سے لے کر آج 2 جون تک ان دو ماہ کے دوران تقریباً چار دفعہ major withdrawals (صرف ایک چیز پر رہا رہانی صاحب نے اپنے پوائنٹ آف آرڈر میں بات کی ہے) ہوئے ہیں۔ جس میں ایک 'ایک کیلنگری میں تقریباً 25,25,30,30 tones ڈیویز دوبارہ لگا دی گئی ہے۔ میں تو اسکا کہوں گا کہ یہ SRO's پالیسی ہے، یہ میاں نواز شریف صاحب کا بڑا پرانا کمال ہے اور مجھے یاد ہے 'ابھی تو یہ لوگ پھر بھی تھوڑا سا وقفہ دے دیتے ہیں لیکن 1992-93 میں یہ لوگ اس حد تک بھی گئے کہ ایک SRO کو آج withdraw کر لیا اور اگلے روز دوبارہ لگا دیا۔ کس کو قاعدہ پہنچانا مقصود تھا؟ اس میں 'میں نہیں جانتا چاہتا لیکن یہ ان کے اصول رہے ہیں۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ آپ ایک دفعہ ڈیویٹی لگا دیتے ہیں پھر آپ اس

ڈیوٹی کو withdraw کر لیتے ہیں۔ میں نے جناب سرتاج عزیز صاحب کو اس وقت بھی کہا تھا کہ کیا آپ نے یہ کیس خود study کیا ہے کہ آپ کے جو measures ہیں، اس کا revenue پر کیا impact ہو گا اور آپ کو یاد ہو گا کہ انہوں نے کہا تھا کہ ابھی تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن یہ اچھا ہو گا۔ اچھا یہ ہوا ہے کہ 335 بلین کا جو revenue target تھا، وہ کم کر کے خود 290 بلین پر لے گئے اور آج میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ وہ 290 بلین کو بھی نہیں پہنچ پا رہے ہیں۔ آخری figure جو سرتاج عزیز صاحب نے کسی سوال کے جواب میں دی تھی، وہ غالباً 221 بلین کی تھی۔ اب دو ماہ مئی اور جون رہ گئے ہیں۔ میرے حساب کے مطابق 270 بلین تک بھی نہیں پہنچ رہے ہیں۔ اتنی شدید revenue shortfall ہے۔ ہم اس وقت بھی کہہ رہے تھے کہ آپ مہربانی کر کے پالیسی میں یو ٹرن مت لیں۔ انہوں نے کیا کیا کہ ایک پالیسی چل رہی ہے، ایک ریل گاڑی چل رہی ہے۔ انہوں نے ریل گاڑی کو روک دیا اور اس کو اٹھا چلا دیا۔ اس سے تو سراسر معاملہ الٹ بنے گا۔

جناب والا! میری آپ سے عرض ہے کہ جیسے یہ جو آپ بار بار changes کر رہے ہیں اس سے آپ کی economic policy کامیاب نہیں ہو گی۔ بخدا ہم چاہتے ہیں کہ آپ لوگ کامیاب ہوں لیکن اس قسم کی جو major revisions ہیں وہ کام نہیں آئیں گے۔ آپ سینٹ میں دیکھیں، آپ احتساب بل کے اوپر دیکھیں، بکنگ کمینیز آرڈیننس پر دیکھیں، آپ کسی چیز کو اٹھالیں۔ آپ اس قسم کے blunder کر رہے ہیں جو آپ کے اپنے مفاد میں نہیں ہیں۔ میری عرض یہ ہے کہ جب سرتاج عزیز صاحب آئیں تو کم از کم اس چیز کی طرف توجہ دیں۔ اب تو اجلاس ختم ہو رہا ہے لیکن راجہ صاحب ان کو بتا دیں کہ کم از کم وہ بجٹ کے اندر یہ چیز consider کریں کہ اس طرح نہ کریں۔ ایک پالیسی ابھی یا بری چل رہی ہے۔ میں اس میں نہیں جانا چاہتا۔ آپ اس کو بالکل اٹھا چلا دیں۔ ایک پالیسی چل رہی ہے کہ deficit کم کرنا ہے۔ آپ اس کو کم کرنے کی بجائے بڑھا رہے ہیں۔ اس کو آپ ساڑھے آٹھ فیصد پر لے جائیں اور درآمدی ڈیوٹی کم کریں اور پھر اس پر ڈیوٹی لگانا شروع کر دیں۔ ڈیڑھ ماہ کے اندر آپ کو سمجھ ہی نہیں آئی کہ آپ نے جو 28 مارچ کو اقدامات کئے تھے کیا وہ صحیح تھے یا یہ صحیح ہیں۔ راجہ صاحب کم از کم ان کو ضرور بتائیں کہ جب وہ بجٹ بنا رہے ہوں تو وہ اس پر ضرور غور کریں۔

جناب چیئرمین۔ جی جاوید عباسی صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب والا! میرا پہلا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے جو حکم صادر کرنا تھا، آپ نے اس کے متعلق رولنگ نہیں دی۔

جناب چیئرمین۔ اس میں ہم یہ کریں گے کہ ہم ان کو لکھیں گے، 'باقاعدہ آپ کا ثبوت لگا کر ان سے پوچھیں گے کہ یہ کیا ہوا ہے؟ اور ان سے یہ بھی پوچھیں گے کہ آپ کے کہنے کے مطابق اس کو تحقیق کر کے بتایا جائے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب والا! جب یہ جائے تو مجھے بھی اطلاع دی جائے، میں بھی اس کے ساتھ جاؤں گا۔

جناب چیئرمین۔ آپ کہاں جائیں گے؟ ہم تو پٹھی لکھیں گے۔ کیا آپ پٹھی کے ساتھ جائیں گے؟

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب والا! موقع ملاحظہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ جب موقع کی بات آئے گی تو پھر آپ کو بتائیں گے۔ اب تو پٹھی کھ رہے ہیں۔ اگر پٹھی آپ لے کر جانا چاہتے ہیں تو آپ کو دے دیں گے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب میرا جو اصل مسئلہ ہے اس کا جواب تو آگیا ہے، 'عرض یہ ہے کہ آج ہمارا اجلاس prorogue ہو رہا ہے اور بجٹ اجلاس شروع ہو گا، یہ ایوان بالا ہے میری تمام ممبران سینٹ اور آپ سے بھی یہ استدعا ہے کہ آئین میں جو قسم ہے اس کو دور کیا جائے اور آئین میں ترمیم کی جائے کہ ہمیشہ اس ایوان بالا سے فنانس بل پاس ہو کر صدر کو جایا کرے۔ نمبر دو یہ ہے کہ احتساب کا معاملہ شروع ہو چکا ہے تو میری وزیر اعظم پاکستان سے یہ گزارش ہو گی کہ Food Department, Forest Department, Education

Department، محکمہ زراعت اور محکمہ صحت کے یہاں جتنے بھی لوگ ہیں ان کا بنیادی طور پر احتساب کیا جائے کیونکہ انہوں نے اس ملک کے اندر اتہا کر دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب میں اپنے علاقے کے چند ایک مسائل ہیں وہ بھی پیش کروں گا کہ ہمارا علاقہ ضلع ایبٹ آباد بالخصوص NA-12 انتہائی پسماندہ علاقہ ہے۔ اس میں بیروزگاری ہے اور جو لوگ Education

department متعلق ہیں یعنی پرائمری گریز اور ہائر سکولز میں ہیں وہ تنخواہیں تو لیتے ہیں لیکن سکولوں میں حاضری نہیں لگاتے، میری گزارش ہو گی کہ اس بیروزگاری کو ختم کرنے کے لئے مقامی لوگوں کو ترجیحی بنیادوں پر وہاں بھرتی کیا جائے کیونکہ ایٹ آباد اور شہروں کے پڑے ہوئے بچے اور ایک گاؤں کے پڑے ہوئے بچے یکساں میرٹ پر پورے نہیں ہوتے۔ اس لئے علاقے کے بچوں اور بچیوں کو ترجیحی بنیادوں پر وہاں بھرتی کیا جائے تاکہ بیروزگاری ختم ہو۔ ہمارے علاقے میں پینے کے پانی کی پریطانی ہے، پیدل چلنے کے لئے راستے صحیح نہیں ہیں، سڑکیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس طرح ہائی سکول، پرائمری سکولز اور محکمہ صحت کا مسند NA-12 کے لئے انتہائی پریطانی کن ہے۔ میری وزیر اعظم پاکستان جو کہ یہاں سے ممبر ہیں، ان سے گزارش ہو گی کہ بجٹ میں اپنا خصوصی حصہ رکھیں تاکہ یہ علاقہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے جو کہ ہمیشہ سے پسماندہ چلا آ رہا ہے۔ میری سیاست کی ابتداء بھی یہیں سے ہوئی تھی اور میری خواہش تھی کہ اس علاقے سے جو بھی ممبر منتخب ہو وہ وزیر اعظم بنے اور وزیر اعظم اسی علاقے سے بن چکے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ان کے ارادے بھی نیک ہیں، وہ جو عزم لے کر اٹھتے ہیں اُس کو پورا کر دکھاتے ہیں۔ آخر میں میری یہ استدعا ہے کہ فنانس بل یہاں سینٹ سے پاس ہو کر صدر پاکستان کو جانا چاہیئے کیونکہ یہ ایوان بالا ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ چند ایک گزارشات تھیں آپ نوٹ کر لیں اور آگے پیش کر دیں۔

جناب چیئرمین۔ گوہر ایوب صاحب بیٹھے ہیں، نوٹ کر رہے ہیں ان کا بھی تعلق ہزارہ سے ہی ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ بالکل جی یہ ہمارے محسن ہیں اور اُس مرد مجاہد کے بیٹے ہیں جس نے پاکستان کی بنیاد رکھی تھی۔

جناب چیئرمین۔ اور خوش قسمتی ہے کہ Foreign Minister بھی ہزارہ کے ہیں اور اب تو وزیر اعظم بھی ہزارہ سے ہیں۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب وزیر اعظم کا تعلق NA-12 سے ہے اور میرا NA-13 ہے، noted sir

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب چیئرمین! آپ کا بھی ایٹ آباد سے ہی تعلق ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی بالکل میرا بھی تعلق ہزارہ سے ہی ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب اب بھی ایٹ آباد کی پسماندگی دور نہ ہو تو پھر یہ زیادتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی طاہر برنجو صاحب۔

جناب محمد طاہر برنجو۔ جناب چیئرمین! یہ بہت سی سنجیدہ مسئلہ ہے کہ ایک طرف ہم ایشیاء کے ٹائیگر بننا چاہتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ اکیسویں صدی میں ہمارا شمار دنیا کی مہذب اور تعلیم یافتہ قوموں میں ہو۔ جبکہ دوسری طرف اخباروں میں یہ news آئی ہے کہ وفاقی حکومت نے یونیورسٹیوں اور کالجوں کے اساتذہ کو بیرونی ممالک Ph-D کرنے کے لئے دیئے جانے والے وظائف Central Overseas Training Scholarship Scheme بند کر دی ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک تعلیم دشمن پالیسی ہے، ویسے بھی ہمارے ملک میں Ph-D آنے میں تک کے برابر ہیں، اگر حکومت کو cut لگانا تھی تو کسی اور شعبے کا انتخاب کرتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم پر cut لگانا اس قوم کے ساتھ زیادتی ہے، اس ملک کے ساتھ زیادتی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اپنی توجہ تعلیم پر زیادہ مرکوز کرتے۔ اس لئے میں پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ اس پر نظر ثانی کی جائے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ کیوں جی اس کو کون نوٹ کرے گا، مثلاً صاحب آپ نوٹ کر لیں، یہ فرما رہے ہیں کہ کوئی خبر آئی ہے کہ Ph-D کے لئے جو حکومت کی سکالرشپ اسکیم تھی وہ بند کر دی گئی ہے تو یہ بڑی غلط بات ہوگی کہ تعلیم پر اس قسم کی قدغن لگائی جائے۔

Mr. Mushaid Hussain: I will certainly look in to it.

جناب چیئرمین۔ جی ان کو وہ تراشہ دے دیں۔ جی جناب عالی صاحب۔

iii) Re: GRIEVANCE OF PENSIONERS

جناب جمیل الدین عالی، جناب چیئرمین! یہ قسم پرانا بھی ہے اور نیا بھی۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ بجٹ ۹۵-۱۹۹۳ء سے پینشنرز کی پنشن میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ اب بھی

میں نے معتبر ذرائع سے معلوم کیا ہے کہ اس سال بھی ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے کہ جس کے ذریعے اس بجٹ میں پمپٹرز کو کچھ مل سکے جو کہ اندازے کے مطابق سو ملین ۵ لاکھ ہیں اور فوجی بھی تقریباً اتنے ہی ہیں۔ ان میں خاص طور پر lower grade کے پمپٹرز زیادہ ہیں۔ اس سال مہنگائی پر تقریر کرنی بے کار ہے۔ آپ کو معلوم ہے، مجھ سے زیادہ آپ سب پر آشکار ہے کہ وہ کہیں سے کہیں پہنچ چکی ہے لیکن ان کی پٹن کی حالت حیرت رہتی جا رہی ہے اور اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اب بھی جب ہم گورنٹ سے formally بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اگر ہم فی آدمی ۱۰ روپے بھی بڑھائیں محال کے طور پر تو ۷ ارب روپے ہم کو چاہئیں۔ اگر اب ۱۰۰ روپے فی آدمی کر دیئے جائیں تو ۷۰ ارب ہو جاتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم یہ کہاں سے لائیں۔ یہ resource constraints ہو رہی ہیں۔ تو یہ جو ہم jargons وغیرہ وغیرہ لفظ بولتے ہیں یہ سب فائنل منسٹری کی طرف سے آ جاتے ہیں۔ کسی حد تک بچا ہوتے ہیں اور زیادہ حد تک بے جا ہوتے ہیں کیونکہ اگر واقعی ایک اخلاقی کمیشن بنائی جائے expenditure cut کرنے کی، تو یہ جس طرح کٹ کرتے ہیں اس سے کہیں آگے جا کر بہت سی چیزیں اس میں کٹ ہو سکتی ہیں اور اس میں بہت کچھ بچایا جا سکتا ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ چونکہ وہ صرف باتوں کو دہرانا ہو جاتا ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ ایک نئی گورنٹ آئی ہے اور ہم سب کہہ رہے ہیں کہ بہت بڑا مینڈیٹ لے کر آئی ہے۔ آئی بھی ہے۔ ادھر دوسری طرف ہم دیکھ رہے ہیں کہ resource constraints ہیں۔ اپوزیشن کے معزز ڈاکٹر صاحب نے کچھ figures میں تھوڑی سی اونچ نیچ کر دی لیکن بہر حال بتایا کہ ریونیو بہت کم متوقع ہیں۔ سرتاج عزیز صاحب بھی اس دن کہہ کر گئے تھے۔ ریکارڈ پر بھی ہے کہ ۲۲۰ ملین متوقع ہے۔ جبکہ ضرورت بہت زیادہ کی ہے۔

جناب چیئرمین! ہم figures پر کھیل کر انسانی زندگیوں کو کہاں رکھنا چاہتے ہیں۔ ان ایماندار لوگوں کو خاص طور پر کہ جنہوں نے اپنی ساری زندگی حلال کی کمائی میں لگائی۔ انہوں نے بچے پالے زیادہ سے زیادہ۔ آپ کو معلوم ہے اور میرے خیال میں مشاہد حسین کو بھی معلوم ہوگا اور اختر اسحاق کو بھی معلوم ہوگا۔ نہیں ابھی تک ان دونوں کو معلوم نہیں ہوا ہے۔ ان کی دوائیوں کا انتظام بھی نہیں ہو رہا ہے۔ ان کی عمریں بڑھتی جاتی ہیں اور ان کو western level تک پر treat نہیں کر رہے ہیں۔ وہاں تو ماں باپ کو right off کر دیتے ہیں۔ یہاں پر تو

ہمارے بچے ہم کو right off بھی نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ روتے ہیں۔ ابھی تنخواہوں میں سے اگر کساتے ہیں تو تھوڑی مدد کرتے ہیں باقی زیادہ نہیں کر پاتے۔ جناب والا! کبھی بھی یہ مسئلہ اٹھے گا۔ اگر اٹھ رہا ہے تو آج ہی کیوں نہ اٹھے آپ کی وساطت سے کہ ان کے بارے میں مستقبل بنی کے ساتھ، دور بینی کے ساتھ، آج کے ہنٹرز کو اور لوگ جو کل پیش حاصل کرنے والے ہیں، یہ تو تعداد آتی جاتی ہے چونکہ ماشاء اللہ عمر کا اوسط ہمارے ہاں بڑھ گیا ہے، پہلے سے ہمارا mortality rate بڑھ گیا ہے تو جناب اس وقت اگر وزیر اعظم صاحب یا سرتاج عزیز صاحب کوئی ریٹیف دے دیں آپ کے فرمانے سے یا راجہ صاحب کی support سے یا راجہ صاحب اور اعتراف احسن دونوں کی support سے، اپوزیشن یہاں کی بھی اور قومی اسمبلی کی بھی کوشش کرے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا۔ جناب اعتراف احسن صاحب میری بات سننے کے لئے تھوڑا سا وقت نکال لیں۔ اب بھی نہیں نکال رہے جناب والا۔

جناب چیئرمین۔ ابھی نوجوان ہیں، جب بوڑھے ہوں گے تو ان کو احساس ہوگا آپ کی بات کا ابھی نوجوان ہیں اس لئے ان کے کانوں تک یہ بات نہیں پہنچ رہی۔

جناب جمیل الدین عالی۔ جناب والا میری بات اس لئے نہیں سن رہے کہ وہ نوجوان ہیں۔ ابھی پیش پر نہیں جا رہے۔ وکیل ہیں اسلئے وکیل تو کبھی پیش پر نہیں جاتے۔ بہر حال راجہ صاحب سن رہے ہیں۔ جناب میں یہ عرض کروں گا آج یعنی اس زمانے میں آپ کی وساطت سے ہم راجہ صاحب سے درخواست کریں، رضا ربانی تو سن رہے ہیں وہ ڈپٹی اپوزیشن لیڈر ہیں وہ سپورٹ کر سکتے ہیں۔ دوسرے حضرات جو allies ہیں حکومت کے۔۔۔

جناب چیئرمین۔ بہر حال یہ بات آپ کی بڑی جاتر ہے لیکن اس کو تحریری طور پر سرتاج عزیز صاحب کو دے دیں۔

جناب جمیل الدین عالی۔ میں ایک proposal دے رہا ہوں۔ میں کنکریٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ آج سے تیس پچیس برس پہلے صدر محمد ایوب (مرحوم) کے زمانے میں، فوجی فاؤنڈیشن شروع کی گئی تھی جھوٹے سے پھانے پر۔ اس وقت تو لوگوں نے بڑا مذاق اڑایا تھا کہ یہ دو چار کروڑ سے کیا کریں گے لیکن ہم نے دیکھا کہ اس فاؤنڈیشن نے بہت بڑے کارنامے کئے۔ بزنس کے میدان میں well manage ہوئی اور یہ بہت

بڑی امداد کرتی ہے اپنے ریٹائرڈ لوگوں کی، اپنے بہت سارے پراجیکٹس بھی چلا رہی ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم تو جابز میں privatization کی طرف اور آپ جا رہے ہیں پبلک کی طرف تو وہ پرائیویٹ ہی ہوگی، وہ اگر آپ بنوائیں گے کوئی ترکیب کریں گے تو جناب اس بجٹ سے ایک پمپنگ فٹڈ شروع کیا جائے کہ جن لوگوں کے دس برس رہ گئے ہیں، ان کے لئے ایک compulsory پمپنگ فٹڈ بھی کر دیا جائے۔ اس میں وہ پول کریں، ایک ویلفیئر فٹڈ میں اور اس کے ساتھ ایک پلان بنا کر یہاں اس ہاؤس کی کمیٹی کر سکتی ہے، قومی اسمبلی کی کمیٹی کر سکتی ہے، وزارت خزانہ کی مدد سے اور آپ کے ذریعے یہ بات ریکارڈ پر آ سکتی ہے۔ ان کے نوٹس میں جاسکتی ہے۔ میرا مقصد ہے کہ وہ اگر ابھی سے ایک فاؤنڈیشن بنانے کی سوچیں تو ایک آدھ برس کے بعد پمپنگ فٹڈ کو شاید کچھ ریلیف ہو investment، ان کے کچھ دینے لگیں اگر وہ clever investment کرتے ہیں اور کیوں نہ کریں سب ہی NIT کی طرح siphon off نہیں کر دیں جیسا کہ پچھلے زمانے میں ہوا۔ اتنا اچھا ادارہ تباہ کر دیا گیا۔ ضروری تو نہیں ہے کہ یہ بھی تباہ ہو جائے۔ وہ بھی کچھ کا کر دے سکتے ہیں اور آئندہ سات آٹھ دس برس میں ان کے پاس اتنا فٹڈ ہو سکتا ہے کہ جو آج کے نوجوان مچاس برس کے یا بیٹھالیس برس کے بعد، پتہ نہیں آپ بجٹ میں کیا کرنے والے بچپن کرنے والے ہیں عمر پمپنگ کی یا اٹھاون کر رہے ہیں، اس کے لئے شاید تاریخ آپ کو کریڈٹ دے گی کہ آپ کی صدارت میں ایک ایسی بات پاس ہوئی کہ ایک مستقبل کا ادارہ قائم ہوا جس نے پاکستان کے پمپنگ فٹڈ کا خیال کیا، خاص طور پر ان لوگوں کا جو ایمانداری سے گزر کرتے ہیں۔ آپ کی اپیل بھی یہ ہے کہ ایمانداری سے کام کریں لیکن جب یہ استحصال کا مسئلہ چلے گا تو آپ دیکھیں گے کہ زیادہ تر وہ لوگ عتاب میں آئیں گے جو مچاس بچپن کے ہو جاتے ہیں اور پھر وہ سوچتے ہیں کہ ہم ساتھ کے ہونے والے اور ہمارے پاس کچھ بچا نہیں۔ تو پھر وہ کرپٹ politician کے پارٹنر ہو جاتے ہیں۔ میں ان کو defend نہیں کروں گا morally یہ کرنا ان کا حق ہے لیکن ایک وجہ جناب یہ نکلے گی کہ وہ اپنا مستقبل insecure feel کرتے ہیں، جو honest لوگ ہیں۔ وہ آخر میں آکر سوچتے ہیں کہ ہم کیا کریں گے تو وہ بھی They fall a prey to it تو جناب والا میں آپ کی معرفت راجہ صاحب اور رضا ربانی صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں اور ایک آدھا ادھر سے کوئی ساتھی۔۔۔

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں عالی صاحب یہ تجویز آپ کی ابھی ہے۔ آپ اگر

اس کو کھ کر 'proposal بنا کر سرتاج عزیز صاحب کو دیں تو بہتر ہوگا۔

جناب جمیل الدین عالی۔ مگر میں نے definitely کھ کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ تو جب وہ ریزولوشن آئے گی تو دیکھ لیں گے۔ آج تو بہت

ساری اور ہیں۔

جناب جمیل الدین عالی۔ جناب میں نے سنا ہے وہاں کچھ تیاری کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ اس طرح کر لیں کہ اس proposal کو کھ کر سرتاج عزیز صاحب کو دے دیں تو ہو سکتا ہے کہ اس پر کوئی پیش رفت ہو جائے۔

جناب جمیل الدین عالی۔ وہ میں نے آج بھیج دی ہے۔ میں تو صرف آپ کی اخلاقی support چاہتا ہوں راجہ صاحب کی اور اپوزیشن کی support چاہتا ہوں دوسرا ایک مختصر سا پوائنٹ ہے وہ میں بعد میں عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی پہلے ایک مختصر سا پوائنٹ، اس کا جواب تو آنے دیں۔ جی جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد نظرفالحق۔ گزارش یہ ہے جی جو پوائنٹ راجہ ربانی صاحب نے اور ڈاکٹر صفدر عباسی صاحب نے اٹھایا تھا اس کے لئے میں نے اطلاع بھیجی ہے۔ سرتاج عزیز صاحب تھوڑی دیر کے بعد تقریف لے آئیں گے اور اس بارے میں بات کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے میمٹرز کے بارے میں کہا، آپ کو یاد ہوگا جناب چیئرمین کہ آج سے دو سال پہلے پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر بھی میمٹرز نے مظاہرہ کیا تھا کہ ان کی پینشن میں اضافہ کیا جائے۔ اس میں بھی کوئی دو قسم کے رولز ہیں جو ان کو apply کرتے ہیں۔ ایک پلاننگ میں شعبہ قائم کیا گیا ہے جس کے سربراہ قومی اسمبلی کے رکن احسن اقبال ہیں۔ جو 2010 تک کے لئے پلاننگ کر رہے ہیں۔ یہ بھی ان کے سبجیکٹ میں ایک سبجیکٹ ہے کہ مختلف شعبوں میں کس طریقہ سے پلاننگ کی جائے۔ میمٹرز کے بارے میں میری خواہش یہ ہوگی کہ اگر جمیل الدین عالی صاحب اپنی کوئی تحریر یا زبانی تجاویز ان تک پہنچائیں تو وہ اس کے بارے میں جو overall plan بنا رہے ہیں۔ اس میں اس کو رکھ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین - شکریہ! میرا خیال ہے کہ سرتاج عزیز صاحب تشریف لے آئیں،

سرتاج عزیز صاحب سے جواب لے لیں۔

شیخ رفیق احمد - پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین - جی فرمائیے۔

شیخ رفیق احمد - جناب عالی! آپ کو معلوم ہوگا کہ آج سے کچھ دس دن پہلے

بھی جناب اعتراف احسن صاحب نے مشاہد حسین صاحب اور دوسرے دوستوں کی "مسلم" اخبار کے بارے میں توجہ دلائی تھی۔ آج پھر ان کے کچھ ملازمین اور صحافی باہر آئے ہوئے ہیں۔ یہ بتایا جا رہا ہے کہ وہاں تالا بندی کر دی گئی ہے اور وہاں کے جو صحافی ہیں، دوسرے ملازمین ہیں وہ مالی طور پر بڑے پریشان ہیں۔ میں جناب مشاہد حسین سے اور منسٹر برائے داخلہ سے یہ درخواست کروں گا کہ ان کے لئے کوئی راستہ نکالیں۔ آخر بھوک کے بارے میں تو میرے آکا، میرے مولا کی یہ حدیث مبارک ہے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ انسان کو کھڑک لے جاسکتی ہے۔

جناب چیئرمین - جی مشاہد حسین صاحب "مسلم" اخبار کے بارے میں کچھ فرمائیے۔

سید مشاہد حسین - جی میں آپ کو وضاحت کر دوں کہ کل چار بجے میں نے پریس

بریفنگ کی تھی ان کا delegation آیا مجھے ملا۔ I had a full meeting with "The Muslim"

Workers Union اس کے بعد پھر میں نے ٹیلی فون پر بات کی ان کا جو چیف ایگزیکٹو ہے مرزا

حسن پویا، He called on the management people ان کا dialogue کروایا۔ جنرل فیجر ان کا

آیا today, then I talked to Mr. Murtaza Poya myself on telephone اور ان کا جو چیف

ایگزیکٹو ہے، ان کے بیٹے حسن پویا کو میں نے بلایا ایک بجے میری میٹنگ بھی ہوئی اور اس وقت

دفتر میں میرے پاس مسلم ورکرز یونین کا delegation بھی بیٹھا ہوا ہے اور ان سے ابھی میں

نے پھر بات کرنی ہے ہم نے ان کو کہا تھا Two-fold interest of Government :

1. That the legitimate dues, salaries and arrears of the workers of The Muslim publication should be paid because that is their lawful right.

اور دوسرا یہ تھا

2. That The Muslim newspaper as an institution must be protected and

must be allowed to stay on .

یہ crisis ہوا ہے Raja Zafarul Haque was Information Minister and he helped out Mr. Poya very much. تو ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ یہ ادارہ قائم رہے اور ساتھ ہی درکرز کے interests بھی protect ہوں تو dialogue is on. انہوں نے lock out کیا تھا چار صفحے کا اخبار نکلا ہے تو we are working on that. ویسے ہمارا directly limited role ہے we can't help it.

جناب چیئرمین - جی قاسم شاہ صاحب آپ فرمائیں۔

سید قاسم شاہ - میں یہ جانتا چاہتا ہوں کہ جو لوگ رنج پر ریگولر اور سپانسر سکیم کے تحت گئے اور وہاں منی میں سامنے ہوا اور اس کی جو لسٹ آئی، جو لوگ جان بحق ہوئے تو اب وہ process complete ہو گیا ہے لیکن بہت سے لوگ جن کا نام نہ اخبارات میں آیا ہے نہ کچھ پتہ چلا ہے - بہت سے خاندانوں میں اس بات کی اتہائی تشویش ہے کہ ان کا حکومت کی طرف سے کوئی پتہ نہیں چلا اور لوگ جانا چاہتے ہیں کہ وہ جا کر اپنے رشتہ داروں کا اپنے عزیزوں کا جو پاکستان پاسپورٹ پر رنج پر گئے تھے۔ تو اس کے بارے میں یہ جانتا چاہوں گا وزارت مذہبی امور اور وزارت خارجہ سے کہ جو لوگ واپس نہیں آئے ان کا کوئی بندوبست کیا گیا ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین - جی اس کا کوئی جواب فرما سکیں گے گوہر ایوب صاحب۔

Mr. Gohar Ayub Khan: Sir, the honourable member say it a little loudly, I could not hear it properly.

Mr. Chairman: What he is saying is

آپ کو یاد ہوگا کہ رنج کے دوران جو آگ لگی تھی اس میں بہت سے لوگ جان بحق ہو گئے تھے۔ اس میں کچھ پاکستانی بھی جان بحق ہو گئے تھے - کچھ کی اطلاعات اخبار میں آچکی ہے کہ کون کون تھے کچھ کی death information آگئی ہے بہت سے ابھی تک لپٹے ہیں جس کی وجہ سے لازمی طور پر ان کے خاندانوں کو تشویش ہے کہ وہ پتہ نہیں زندہ ہیں مر گئے ہیں کہاں ہیں اس کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ اگر کچھ بتا سکیں۔

جناب گوہر ایوب خان - جناب چیئرمین صاحب! جو وفات پا گئے ہیں یا جل گئے

ہیں یا زخمی ہیں ان کی مکمل lists آئیں ہیں کچھ ابھی آرہی ہیں۔ جو میرے پاس lists آئی ہیں وہ دو مولانا صاحب تھے جو ایئرپورٹ سے گرفتار کئے گئے تھے ان کے whereabouts ہم دیکھ رہے ہیں ایک اور شخص مانسہرہ کے علاقے کا جو ایئرپورٹ سے واپس عمرہ کرنے کے لئے حرم میں اور وہاں سے ہی وہ غائب ہو گیا ہے۔ میرے پاس ان تین کے نام ہیں جو ہم تلاش کر رہے ہیں باقی بھی اگر سینئر صاحب مجھے لٹ دے دیں کہ کون کون ابھی تک traceable نہیں ہے

We will try to trace as many of them as possible.

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی جناب اقبال حیدر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

سید اقبال حیدر ، شکریہ جناب چیئرمین، مجھے اتھارٹی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اب احتساب سیل وزارت داخلہ پر بھی قابض ہو گیا ہے کیونکہ ہمارے محترم وزیر داخلہ نے خ بار بار یقین دہانیوں کے باوجود واپس الحسن صاحب ، جو اتھارٹی سخت بیمار ہیں ان کی منتقلی کے بارے میں چوہدری صاحب نے واضح الفاظ میں کہا تھا کہ ایک دن میں آرڈر ہو جائے گا کہ ان کو آرڈر فورسز ہسپتال میں ٹرانسفر کرا کر ان کا معائنہ بھی ہوگا ، چیک اپ بھی ہوگا اور ڈاکٹروں کی رپورٹ بھی ہوگی اور علاج بھی ہوگا۔ لیکن آج پانچ دن ہو گئے ہیں وزارت داخلہ کے حکم پر عملدرآمد نہیں ہوا کیونکہ احتساب سیل کہتا ہے کہ وہ مجرم ہیں۔ بھئی کہاں کا انصاف ہے، وزارت پر کوئی قابض ہو جائے کسی کی کیا مجال ، کیا پدی اور کیا پدی کا شور ہے۔

Cell is trying to impose the bill over Ministry of Interior and over Minister of Interior, Ch. Shujaat Hussain. Sir, it is most unfortunate, and as is the situation of Karachi, every day sir, there is a huge quantity of explosive material

ٹنوں کے حساب سے کراچی میں بارود ہے ، پڑوں میز میں دھماکہ ہوا۔ اس علاقے میں جہاں پر مشہور ہے کہ اگر اس علاقے کا لیڈر کہہ دے خاموش ، تو وہ لوگ خاموش ہو جاتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں تمہیں اگر وہاں کی راہنمائی کا اتنا ہی زعم ہے ، جناب چیئرمین بڑی سیریس بات ہے اگر کسی لیڈر کا اتنا زور ہے کہ علاقے میں وہ کہے خاموش ، تو خاموش۔ اس کا یہ زور ہے کہ کہہ دے ٹی وی بیچ کر کلاشکوف خرید لو، تو لوگ ٹی وی بیچ کر کلاشکوف خرید لیتے ہیں تو مجال کیسے

25

چوہدری صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب والا! دو 'issues' ہیں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنا سارا کام اس پر سمیٹ لوں۔
جناب چیئر مین۔ جی جی۔

چوہدری شجاعت حسین۔ دو motions ہیں ان کا بھی میں نے جواب دینا ہے تو اقبال حیدر سے بات شروع کروں گا۔ جناب انہوں نے واجد محسن الحسن صاحب کے متعلق کہا ہے تو اس دن 'یہ پانچ دن تو نہیں ہوئے' تین دن ہوئے تھے جس وقت یہ فیصلہ ہوا تھا کہ AFIC میں کہ ان کا میڈیکل check up کیا جائے میں نے وزارت صحت سے پوچھا ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ جی ہماری کوشش تھی کہ آج ہی ہم ----- کیونکہ آرمی ہسپتال ہے وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں لکھ کر دیں کہ کس طریقے سے انہیں داخل کرنا ہے اور میڈیکل بورڈ کیسے بنانا ہے۔ وزارت صحت نے ابھی مجھ سے یہ کہا ہے کہ آج تو ہم نہیں جاسکتے لیکن کل ہم ہر صورت میں وہاں پر ان کو intimate کر دیں گے تاکہ ان کو وہاں پر shift کر کے اور ان کا medical examination کر دیا جائے۔ جی ہاں۔ دوسرا جناب جو اقبال حیدر صاحب نے کہا ہے پمپلی حکومت کے وزیر داخلہ کے متعلق تو میں یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ توفیق عطا نہ فرمائے کہ میں ایسے فلم کر سکوں اور ایسے کام کر سکوں جو غیر قانونی کام ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہے تو ہر کام میں تو کہوں گا جی کہ قانون اور قاعدے کے مطابق ہونا چاہیئے۔

جناب والا! میرے ایک 'issues' اور ہیں، باقی میرا خیال ہے کہ وہ آفتاب شیخ صاحب یہاں پر بیٹھے ہوتے تو شاید وہ اتنے جوش و جذبے سے بات نہ کر سکتے لیکن ابھی ان کو بلوا لیتے ہیں تاکہ وہ بھی اپنا موقف بیان کر دیں۔ جناب والا! ڈاکٹر اسماعیل بیدی صاحب کا ایک 'issue' ہے، بڑی دیر سے میں ان کا انتظار کر رہا ہوں، پچھلے ایک ہفتے سے لیکن وہ یہاں پر نہیں آئے۔ انہوں نے یہ کہا تھا کہ سید امیر حسین گیلانی کی سیکورٹی کا انتظام کیا جائے، اس سلسلے میں میں نے اوکاڑہ کے ایس پی سے رپورٹ طلب کی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ دو کانسٹیبل دیئے جا چکے ہیں اور فجر اور عطاء کی ناز کے وقت بھی ان کی حفاظت کا انتظام کیا جا چکا ہے، باقی زندگی موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جناب۔ دوسرا جناب سید جواد ہادی سینئر نے بھی یہ

ایک point اٹھایا تھا کہ "نوائے وقت" ملتان میں جو خبر بھیجی۔۔۔۔۔ نوائے وقت، نہیں، مقامی اخبار ہے "حیرت" اور "نوائے ملتان" اس میں ایک خبر بھیجی تھی کہ تحریک جعفریہ پاکستان نے اپنے مخالفین کو قتل کرنے کے لئے ایک غنی سکواڈ تشکیل دیا ہے تو انہوں نے یہ الزام لگایا تھا کہ یہ خبر ڈی سی کے آفس سے جانی گئی تھی - دونوں چیزوں کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے علم میں ہے کہ غنی قسم کا سکواڈ تشکیل دیا جا چکا ہے۔ یہ ایک اخبار کی اپنی information ہے اور اپنی خبر ہے، اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ کمیٹی کا چیئرمین کون ہے؟

جناب محمد زاہد خان۔ نہیں جناب، یہ ہاؤس میں مسند آیا ہے اگر آپ اس پر رونگ دیں کہ آپ اس کو take up کریں۔

جناب چیئرمین۔ Sports Committee کا چیئرمین کون ہے جی؟

راجہ اورنگزیب۔ جسٹس جاوید اقبال صاحب۔

جناب چیئرمین۔ جاوید اقبال صاحب۔ تو جاوید اقبال صاحب سے کہیں he can take it up- I do not want to refer it

جناب محمد زاہد خان۔ جناب آپ refer کریں۔ اگر ہاؤس میں معاملہ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں، میں اس طرح نہیں کروں گا، میرے کرنے کے لئے باقاعدہ ایک procedure ہوتا ہے میں ایسے نہیں کروں گا۔ لیکن جب کمیٹی خود با اختیار ہے تو مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب لیکن یہ مسند ہاؤس میں آیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں جی، جب ہاؤس میں آتا ہے میرے لئے جب یہ ہوتا ہے، باقاعدہ موشن ہو، وونگ ہو پھر میں کر سکتا ہوں۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب اس پر تو آیا تھا اور پہلے بھی معزز ایڈوائزر صاحب نے کہا تھا کہ ہم انکوائری کر رہے ہیں اور وہ نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے وہ ان کی statement ہے۔ اگر نہیں ہو سکا تو اس کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے۔ لیکن زاہد خان صاحب! یہ طریقہ نہیں ہوتا کہ off hand میں ایک دم حکم جاری کر دوں۔ یہاں طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی resolution آتی ہے کمیٹی بنتی ہے۔ ہاؤس بناتا ہے وہ مجھے جو اختیار دیتا ہے اس کے مطابق میں کرتا ہوں۔

جناب محمد زاہد خان۔ جناب یہ ایک دم کی بات نہیں ہے۔ ایک مہینے سے مسند چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ جناب دو مہینے سے ہو یا ایک مہینے سے ہو۔ میں یہ عرض کر رہا

ہوں کہ اس وقت آپ کی کمیٹی بن چکی ہوئی ہے اور وہ کمیٹی بااختیار ہے۔ وہ یہ کر سکتی ہے۔
 لہذا مجھے اس کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ چیئرمین کمیٹی سے رابطہ کریں اور ان سے
 کہیں کہ آپ کریں اور اگر منسٹر نے کوئی یقین دہانی کرائی ہے، ہاؤس Assurance Committee
 موجود ہے۔ جو منسٹر کی باز پرس کرے گی کہ آپ نے کہا تھا اب کیا ہوا ہے۔ اس کا طریقہ
 موجود ہے۔ جی جناب سرانجام خان صاحب۔

iv) PRICE OF BEAT SUGAR

جناب سرانجام خان۔ آج سے پندرہ دن پہلے میں نے ایک سوال کیا تھا کہ ہماری
 فصل جو پختدر کی ہے اس کی قیمت اکثر گئے سے زیادہ تین چار روپے ہوا کرتی تھی۔ تو
 Minister for food and Agriculture نے یہاں ہاؤس میں اعلان کر دیا کہ حکومت نے فیصد
 کیا ہے کہ وہ اس دفعہ جو گئے کی قیمت مقرر ہوئی ہے۔ اس سے تین روپے من زیادہ قیمت ملے
 گی لیکن اتحادہ انیس تاریخ سے mills شروع ہیں۔ پختدر کی slicing شروع ہے اور پرجیوں پر
 قیمت نہیں لگی جا رہی۔ پختدر کا season زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہوتا ہے۔ ہم سے پختدر
 لیا جا رہا ہے۔ مزارے بھجوا رہے ہیں کہ وہ پختدر دے رہے ہیں اور اس کی پہچ پر کوئی رقم
 نہیں درج کی جا رہی ہے۔ کوئی پہچ ان کو ایٹو نہیں ہوتی۔ جب پختدر ختم ہو جائے گا پھر ان
 کی مرضی ہے جس وقت وہ لیے جانا چاہیں خریدنا چاہیں خرید لیتے ہیں۔ میں حکومت سے یہ سٹارش
 کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ انہوں نے اعلان کر دیا ہے اب ان کو حکم دیا جائے کہ
 پرجیوں پر رقم درج کی جائے اور لوگوں کو اپنی پرجیاں دے دی جائیں۔

جناب چیئرمین۔ اب یہ کس کو May be you can help out on this یہ پختدر

کی قیمت اور اس کی خرید کی بات کر رہے ہیں۔ May be you understand...

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Chairman we will have to look into this as far as I
 remember from my own days in agriculture,

اس وقت

Chukandar production had fallen from about beat sugar, I mean, had fallen from

about 40,000 tons to 10,000 tons, because of the fact that the price was equal and the recovery was low. So we had, in 1986 or 87, abolished the excise duty and sugar produced from beat sugar that meant about eight rupees, so four rupees was added to the price of sugar and four rupees went to the sugar mills which produced this. So the price of Chukandar at that time became fourteen rupees per 40 K.g. and that revived the production to atleast 45,000 tons, if I remember correctly. Then two or three years ago that exemption from excise duty, I think, was abolished and so the problem has reoccured and the beat sugar production has been falling as a result because the prevailing price, if the excise duty paid, is not sufficient to give remunerative price. So this issue was brought up during the Kesan Conference and I think the Ministry of Agriculture is examining it, they have not yet come up with any proposal of what measures to take, but we have take a note of his point and I will ask the Ministry to examine.

جناب چیئرمین - جی جناب عالی صاحب -

جناب سرانجام خان - حکومت نے فیصد کیا ہے کہ کل ہم نوٹیفکیشن جاری کریں کہ تین روپے من اس سے زیادہ ہو گا - میڈم نے یہاں پر بالکل اس ہاؤس میں اعلان کیا ہے - ورنہ آپ اس کی ریکارڈنگ سن سکتے ہیں - یہاں پر انہوں نے اعلان کر دیا ہے -

Mr. Chairman : She is not here, that is the problem, she is not here.

What do you know? I know but the Food Minister is not here.

تو میں کس سے پوچھوں - دیکھیں ناں Food Minister نے جو کہا ہے وہ نہیں ہے جب آئیں گی تو ان سے پوچھ لیں گے -

میاں رضا ربانی - جناب یہ تو collective responsibility of the Cabinet ہے -

Mr. Chairman: No, no, but the collective responsibility yes, but how would he know

کہ کیا پالیسی ہے ان کی۔

میاں رضا ربانی۔ جناب منسٹر یہاں پر assurance دے کر جائے۔

Mr. Chairman: I know but then go to the Assurances Committee, you see the point is, that off hand we are asking the Minister

کہ انہوں نے تین روپے اعلان کیا تھا۔ how would he know, let her come, let her answer۔ آپ نے پوائنٹ ٹیک اپ کر لیا ہے۔ He will convey to the Minister۔ کہ یہ concern ہے۔ I hope that she will take action.

میاں رضا ربانی۔ but the point is that۔ آج تو ہاؤس prorogue ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین۔ I know but if you had given me a notice۔ کہ ہم نے پوائنٹ raise کرنا ہے۔ had I asked him to get instructions? میں کیا کروں۔

Mr. Raza Rabbani : they can find out from her right now, she must be around some where

Mr. Chairman : O.K, if you can find out somebody, please do. Let us know at the end of the session.

جی جناب عالی صاحب۔ آپ کا دوسرا پوائنٹ، لمبی بات نہ کریں because I want a statement from the Minister, on point raised by Mr. Raza Rabbani۔ نہیں آپ نے پہلے بھی، دیکھیں دس منٹ تقریر کی ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی بات نہیں ہوتی۔ جی مختصر بات کریں جو پوائنٹ ہے وہ بیان کر دیں۔

v) Re: REDUCTION OF BUDGET IN P.Ms LITERACY

COMMISSION

جناب جمیل الدین عالی۔ میں مختصراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ تین سال سے جو Prime Minister's Literacy Commission قائم کیا گیا تھا

پچھلے سال اس کا بجٹ 220 million رکھا گیا تھا اور اس کو کل 96 million کے قریب release ہوا ہے۔ اب دو مہینے رہ گئے ہیں مزید کتنا release ہوگا، ایک دو ملین اور ہو جائے گا۔ اور ممکن ہے میری اطلاع غلط ہو، وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں، خدا کرے کہ وہ مجھے غلط قرار دے دیں، میں بہت خوش ہوں گا کہ جتنا provision last year تھا اس سے بھی آدھا یعنی 100 million رکھے جا رہے ہیں جبکہ اس وقت ان کے ملک میں 70,000 informal nonconventional schools چل رہے ہیں اور ان کا plan اس سے زیادہ تھا۔ اب میں اس پر تقریر نہیں کروں گا کہ literacy کی کیا اہمیت ہے۔

جناب چیئرمین - اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا پوائنٹ یہ ہے۔

جناب جمیل الدین عالی - جناب میں اس بات پر نہیں جاؤں گا، اس کے متعلق مجھے تقریر کرنے کا موقع ہی نہیں ملا تو میں اپنی تقریر کے ذریعے اس پر اپنے دل کا غبار نکال لوں گا۔

جناب چیئرمین - بہر حال آپ کا پوائنٹ یہ ہے کہ پچھلے بجٹ میں 220 million تھا اب آپ کی اطلاع کے مطابق 100 million ہو گیا ہے۔ literacy کی بڑی اہمیت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب جمیل الدین عالی - وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ میں آپ کی مدد چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے اپوزیشن کی بھی اور حکومت کی بھی اور ان کی جو اتحادی پارٹیاں ہیں ان کے ارکان کی مدد چاہتا ہوں

to impress upon the Finance Minister that if that is being done, that should not be done and as much money should be found as really he can. And we can go and support him.

اور پہلی بات کے متعلق راجہ صاحب نے آپ کے سامنے فرمایا پینٹرز کے مستقبل کے لئے پلاننگ ڈویژن میں کچھ کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے ایک ممبر قومی اسمبلی مقرر ہوئے ہیں۔ جناب والا! اگر ان کے ساتھ سینٹ کا بھی کوئی ممبر لگا دیا جائے اس ایوان کی اور آپ کی مرضی کے مطابق لگا دیا جائے، جہاں پلاننگ کمیشن میں وہ صاحب ہماری مستقبل فرما رہے ہیں، بہت اچھی

بات ہے ، ' میری بڑی پرانی خواہش پوری ہو رہی ہے تو جناب چیئرمین ! آپ اپنے اختیار سے ' discretion سے ، ہم آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ آپ ان کی مدد کے لئے سینٹ کا ایک نمائندہ بھی لگا دیں بغیر تنخواہ کے یعنی وہ appoint نہ ہو تو میرا خیال ہے شاید یہ ہمارے مستقبل کے لئے بہتر ہوگا۔

Mr. Chairman: Mr. Sartaj Aziz, there are two or three points which require your attention.

ایک تو رضا ربانی صاحب اور صدر عباسی صاحب نے ' 28 March کو آپ نے ایک economic reforms package دیا ہے جس میں آپ نے بہت ساری duties withdraw کیں and you stressed کہ جی economic supply side کی طرف جا رہے ہیں اور ان کی کمی سے ہمارے محصولات میں کمی نہیں ہوگی بلکہ بڑھ جائیں گے and you will revive the economy. وہ یہ فرما رہے ہیں کہ اس کے بعد یہ ہوا ہے کہ duties have been reimposed and they say کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ بات نہیں چلے گی اور آپ کو یہ کرنا پڑے گا۔

and in this process some people may have benefitted also illegally by these quick changes.

یعنی آپ نے duty withdraw کر لی کسی کو ابھی قیمت پر چیز مل گئی اب دوبارہ impose کر رہے ہیں

so they feel some people may have been illegally benefitted from this. And they also want to know that

کہ یہ کیا پالیسی ہے کہ آپ نے پہلے یہ کر دیا اور پھر ڈیوٹیز لگا دیں۔ ڈاکٹر صدر عباسی صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ آپ نے تین چار بار ایسا کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر ریل گاڑی سیدھی چل رہی ہو ، U turn نہیں کرنا چاہیئے آپ نے گاڑی کو سیدھے چلاتے ہوئے ایک دم واپس کر دیا۔

So that was point No.1.

دوسرا علی صاحب کا پوائنٹ ہے ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ پچھلے بحث میں آپ نے Literacy Commission کو 220million دیئے تھے اب 100 ملین کر دیئے ہیں۔

and literacy is a very important matter. It requires the attention of the government

and why it is being reduced?

جناب مسرتاج عزیز۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ اس کے بارے کل سی بی آر کا ایک بڑا تفصیلی پریس نوٹ ایشو ہوا تھا۔ اگر یہ تکلیف گوارا کرتے تو شاید انہیں پوائنٹ آف آرڈر نہ اٹھانا پڑتا۔ 29 March کا ہمارا چیک بڑا comprehensive تھا۔ اس میں پورا tariff structure reform کیا گیا تھا جو maximum tariff from 65 to 45 اور جو اس کے نیچے slabs تھے وہ 13 سے کم کر کے 5 کر دیئے جبکہ maximum 45 cascading ایسے ہو کہ جو بائبل raw material ہے وہ 10 جو ذرا زیادہ processed ہو تو 15, 25 and 35 پر وہ arrange ہوگا۔ اس کے علاوہ 14-main concessionary SROs ویسے تو 42 تھے۔ جن میں duty free imports concessionary were allowed for certain critical industries, critical areas جو SROs تھے

They created a lot of distortion in the system because half of those raw materials were never used in the manufacturing. They were sold because they were duty free. So the people could make money just by selling those raw materials. They had created further complications in the whole system. So, the basic frame work was to reduce the maximum duty, cascade the others properly and as far as possible, eliminate the concessionary SROs.

اس کی announcement کے بعد ظاہر ہے کہ

everything cannot be fitted into that. And yes

جو smuggling prone item تھے ان کی duty 25 per cent سے زیادہ نہ ہو تاکہ smuggling نہ ہو

That is a separate issue but basically, the idea was

جو smuggling prone items معامل کے طور پر electronic goods ہیں یا T.V وغیرہ ہیں، اس پر ڈیوٹی کم ہو تو اس کے بعد ایک anomaly، کیونکہ عام طور پر اس قسم کا اگر آپ نے SRO دیکھا ہو 28 مارچ والا it is a book, that thick جس میں کہ بہت substantial changes ہیں اور سب agencies نے کہا کہ اتنا comprehensive reform اتنے تھوڑے عرصے میں پہلی

دفہ یہاں پر ہوا ہے۔ اب اس کے بعد ہم نے ایک 'Anomalies Committee' بنائی کہ جس industry کو اس میں adjustment کرنے میں کوئی anomaly پیدا ہو گئی ہو یا کوئی distortion ہوئی ہو they should come۔ اس کے بعد 9 مئی کو پہلا اس کا جو anomaly committee کی رپورٹ پر base کر کے engineering industry کی 50 items کی duties میں بنیادی changes ہوئی تھیں۔ بات اس میں یہ تھی کہ اگر spare parts ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ جی وہ parts 25% میں ہیں تو آپ کی domestic industry ہے جس کو 10% یا 15% یا semi finish شاید 35% پر مل رہے ہیں ان کو کافی protection نہیں مل رہی، تو spare parts کی ڈیوٹی ذرا adjust کر لی گئی۔ machinery جو domestically بنتی ہے اس کے لئے adjustment کی گئی یعنی بنیادی نتیجہ جو نکلا وہ یہ نکلا کہ our industry needs a little more time to adjust to drastic reduction in the level of protection میں 10 سے 12 فی صد تک adjustment ہوئی ہو گی، compared to what was actually done، it was not more than that اور وہ بھی not totally، اگر کسی کو پہلے 25% حاصل تھی اب شاید 15% ہو گئی ہے۔ بجائے 10% کے جو پہلے دی گئی تھی تو some adjustments were made to enable the industries to survive۔

سینکڑ جو group تھا وہ chemical industries کا تھا جس کی announcement پر یوں کی گئی، جس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ اب پڑوں جو SRO issue ہوا تھا انہوں نے 9 مئی والا اور 28 مئی والا consolidate کر کے دوبارہ ایشو کر دیا، تا کہ confusion نہ ہو تو، actually 50 items 9 May والے تھے، صرف 20 items اب نئے ہیں اور اس میں چونکہ جو پچھلا SRO تھا اس میں سیمنٹ انڈسٹری بھی شامل تھی کہ سیمنٹ انڈسٹری کی جو مشینری بنتی ہے اس کو protection دی گئی تھی۔ اس کو اخبار والوں نے کہہ دیا کہ سیمنٹ پر ڈیوٹی لگ گئی ہے حالانکہ سیمنٹ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ it was really the spare parts of the machinery for cement industry جس کو تھوڑی سی 10% مزید protection دی گئی تھی، جس کو انہوں نے کہہ دیا کہ ڈیوٹی لگ رہی ہے تو یہ 72 items جو ہیں total out of 400 something وہ partly anomalies، partly to increase the level of protection for the time being اور چونکہ اس وقت ہمارے پاس اور power نہیں ہے سوائے regulatory duty کے تو وہ regulatory duty

کے ذریعے دی گئی ہے۔ جب بجٹ آئے گا تو اس میں it will be cleaned up in terms of
 level of protection اب بھی the normal duties and then we will have the level
 ہے مثلاً سٹیل انڈسٹری کو اس میں remaining distortion ہے کیونکہ سٹیل مل کو اگر آپ
 protection 45% نہیں دیں گے تو
 it can't survive. So the option is either to save the Steel Industry or close down
 the steel mill and it is a more difficult decision, what do you do in the long run?
 Do you provide just subsidy that we have been doing for the last 10 years
 کہ ڈیوٹی کم رکھو steel industry ہو اور سٹیل مل کو subsidies دینے جاؤ۔ آج سے 8
 سال پہلے پوری جو capital cost تھی steel mill کی
 it was written off to remove the debt burden from them and so on and so forth.
 Similarly castic soda is a complicated item which requires more than 45 per cent
 protection, you, therefore, close the castic soda plant and let the trade manage it-
 تو اس لئے it is a very complicated exercise. I think we have moved very very
 carefully and judiciously and I think our tariff structure now in fact what we
 we have imposed very کہ have now done is virtually revenue neutral, we have not
 it is really rationalizing tariff structure, it does heavy taxation نہ کرنا پڑے
 actual number of items ہے 10 per cent جہاں not give us much revenue because
 which come under that are not very large زیادہ سے زیادہ چند کروڑ کی بات ہو گی
 it is not very big. So we think and the rationalization of tariff that has now
 started, we may not be able to eliminate all the concessionary SROs as we had
 anticipated on the 28th of March. Only probably 15, 20 per cent will survive for
 one more year after which I hope they will not be necessary
 تو اگر ان میں سے ان کو واقعی دلچسپی ہے، صرف political point نہیں make کرنا چاہتے تو
 our the Standing Committee concerned کیوں کہ صدر عباسی صاحب اس کے چیئرمین ہیں
 people can make a more detailed presentation کہ اس کا جو موجودہ structure ہے

what an improvement it constitute, what we have eliminated and what is left will take a little more time because our industry, which has grown under heavy protection, needs a little more time to adjust to a competitive regime but the basic purpose is to shift the incentive to export industry. A heavily protected industry tends to become inefficient and it cannot compete in the world market. So if you rationalize the tariff and gradually lower the level of protection then investment shifts towards more export industry. At the same time

جو cascading ہے اس میں you encourage more manufacture and less assembly
traders تو

naturally if the tariffs are lower, they come and close down the industry, so it is a judicious balance between getting cheaper and as you must have seen many industries reduced their prices when the tariff was reduced. Lever Borthor for example announced a large scale reduction, a number of other industries are doing the same and we also see some revival in certain factors of industry in the month of May, as the production indexes are showing up. So, I hope in three months' time the results of this package will come but right now every little indicator that comes should not encourage them to say

بس حالات خراب ہو گئے اور چٹانیں کیا ہو گیا، یا کوئی غلط کام ہو گیا

I think we are prepared to assure them that whatever is being done, is professionally well done and there is no other motive except to revive the industry and to improve the economy.

جناب چیئرمین۔ جی عالی صاحب کون سا سینڈ پوائنٹ۔

جناب جمیل الدین عالی۔ جناب والا Literacy Commission والا۔

جناب مسرتاج عزیز۔ جناب والا! وہ Literacy Commission میں جو پورا adult

it is under review. We have experimented with different پروگرام ہے literacy کا
options to review the mass literacy and there have been different results ہمارے
جو overall programmes ہیں اس میں

this programme, which was started, I think, two years ago, the Ministry of Finance
had asked for an evaluation to the Ministry concerned, of this programme that is it
really delivering the results as were expected. If it is a good programme, the
allocation can be increased, if not, the other options which are available, can be
tried and supplemented.

Mr. Jamiluddin Aali: Sir, the evaluation is necessarily made every
year, so don't they have the evaluation for the past, at least, 2 years as it was
started actually 2 years and 8 months before.

جناب سرتاج عزیز۔ نہیں جی ابھی تک کوئی نہیں ہے۔

Mr. Jamiluddin Aali: I think, his Ministry or Education Ministry
must be having an evaluation report every year, otherwise there can not be NIS
statement at all.

NIS ایک چیز کہلاتی ہے جو statement ہر مارچ میں جاتی ہے وہ کبھی بھی منسٹری سے ان کے
پاس جا ہی نہیں سکتی unless they have evaluated the whole thing by February, So,
I think, if Finance Minister takes a second look at the thing, he tries to check the
things tomorrow, possibly he might find the facts, as they are today sir and the
third thing is that you have to take the decision, I think, and it will be best if you
do کہ پلاننگ کمیشن میں جو صاحب futurology میں گئے ہونے ہیں it is a great thing that
is happening, I was very happy to learn from Raja Sahib that Planning Commission
is planning under Prime Minister's orders, something upto 10 under the
Chairmanship of some MNA whose name I forgot just now تو میں نے آپ سے عرض

کی تھی کہ اگر سینٹ سے بھی ایک آدمی لگا دیں۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں یہ کمیشن غالباً پرائم منسٹر صاحب نے بنایا ہے۔ ہم سٹارش ضرور کر سکتے ہیں، راجہ صاحب سٹارش کر سکتے ہیں لیکن ہمارا اختیار نہیں ہوتا کہ ہم nominate کر دیں۔

جناب سمرتاج عزیز۔ جناب فائز منسٹر کے تحت پلاننگ ڈویژن۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ لیکن یہ چیز وزیر اعظم کی جانب سے آئی ہے۔

جناب جمیل الدین علی۔ تو جناب! آپ وزیر اعظم صاحب کی خدمت میں یہ تجویز پیش کر سکتے ہیں کہ جب آپ نے ایک ایم این اے لیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ تجویز پیش ہو سکتی ہے۔ راجہ صاحب تجویز ضرور پیش کر دیں گے۔ باقی اختیار ان کا ہے جو فیصلہ وہ کریں۔ جی گوہر ایوب صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب بڑے اچھے سوال آ رہے ہیں Items

However sir, I have a very important meeting آ رہے ہیں of concern
this evening, I will request that I may be allowed to leave at quarter to eight
I will seek indulgence enough of the House
items جو two and four
یا تو میرے
they can be deferred for the next private members day
یا ان میں سے ایک آپ ابھی
لے لیں اور اس کے بعد۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ تو کافی سارے پوائنٹس آف آرڈر ہو گئے ہیں۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ فرمائیے۔

vi) Re: SANDAK PROJECT

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب والا! بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نے ابھی وزیر اعظم سے ملاقات کی ہے اور اخبار "اتحاد" میں یہ خبر آئی ہے کہ جو بلوچستان کی جاری شدہ سکیمیں ہیں، ان کے لئے وزیر اعظم صاحب نے مہربانی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ فنڈ دیں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ ہمیں بتائیں کہ واقعی 55 کروڑ روپیہ سنک پراجیکٹ کے لئے کہا گیا ہے یہ بھی

خبر اس میں آئی ہے۔ ایک تو مہربانی کر کے وضاحت کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے اس دن فرمایا تھا کہ معلوم کروں گا کہ 33 کروڑ روپے جو جون تک ہمیں سنڈک پراجیکٹ کے لئے ملے چاہئیں تھے تو اس کا بھی جائیں۔ برائے مہربانی ان دونوں کامیں جادیں۔

جناب چیئرمین۔ جی فائنل منسٹر صاحب۔

Mr. Sartaj Aziz: I do not know what was discussed but as I promised, I will find out and let the Senator know.

Mr. Chairman: And what about the SANDAK Project.

جناب سرتاج عزیز۔ وہ اسی کی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ وہ دو باتیں کر رہے ہیں۔ ایک تو کہتے ہیں کہ 30 جون تک

Finance some money was to be given for Sandak Project. دوسرا کہ رہے ہیں

Minister of Balochistan met the Prime Minister اور 55 کروڑ کی کچھ بات ہوئی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جی ہاں 55 کروڑ جو ابھی اگلا مالی سال آنے گا وہ سینڈک

کے لئے دیں گے۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب سینڈک کے لئے پیسے بنکوں سے جاتے ہیں۔ بجٹ

سے سینڈک کے لئے کوئی پیسہ نہیں دیا جا رہا ہے۔ Because the Project is complete. اب

working capital کی ضرورت ہے جو بنک دیتے ہیں۔ تو بنکوں سے کہا جاسکتا ہے کہ وہ ان

کے لئے arrange کریں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ اور یہ جو 33 کروڑ کا آپ نے فرمایا تھا کہ میں جاؤں گا جو

اس کو 30 جون تک بھایا ملے چاہئے تھے جو رستے ہیں سینڈک پراجیکٹ کے 76 کروڑ میں سے۔

جناب سرتاج عزیز۔ وہ میں کل صبح معلوم کروں گا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ مہربانی جناب۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ ایک بار پھر قائد اعظم یونیورسٹی کی جانب مبذول کراؤں گا کہ وہاں پر Vice Chancellor کی تبدیلی کے باوجود قائد اعظم یونیورسٹی کو ابھی تک بند رکھا گیا ہے۔ حکومت اس کو کھولنے یا چلانے پر کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت کی فروغ جہات کے لئے شاید ترجیحات ہیں اور فروغ تعلیم کے بارے میں اس کا قطعاً کوئی خیال نہیں ہے اور اس پر کوئی توجہ نہیں ہے۔ میں چاہوں گا کہ راجہ صاحب یا حکومت کا کوئی ذمہ دار وزیر اول تو اس حکومت کا کوئی وزیر، تعلیم بھی نہیں ہے۔ انہیں تعلیم سے کتنا لگاؤ ہے وہ بھی اس بات سے ظاہر ہے۔ اوپر سے قائد اعظم یونیورسٹی کو تالا بند کیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین۔ تو صیب جالب صاحب کی Resolution ہے۔

سید اقبال حیدر۔ ان سے جواب تو لے لیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں کیونکہ ابھی فارن منسٹر صاحب نے جانا ہے کیونکہ ابھی وزیر تعلیم یہاں پر نہیں ہیں تو کس سے کہوں گا۔ راجہ صاحب کس طرح ذمہ داری لے سکتے ہیں وزیر تعلیم کے لئے۔ جی جناب عبدالرحمن۔

حاجی عبدالرحمن۔ جناب یہ پریس والے سارے چلے گئے ہیں۔ پتہ نہیں انہوں نے کس بات پر واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ ایڈوائزر صاحب گئے ہیں، مشاہد صاحب پتہ کرنے گئے ہیں۔ جی۔

صیب جالب صاحب کی ہے جی ایک Resolution. Who want to move it on his behalf.

Somebody can move it. It can't be moved. کہاں پر ہے جی کون سا رول ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب ایک منٹ جی۔ I will just take it out.

Mr. Chairman: What about Rule 123(2). Rule 123, Sub-Rule (2)

کا کیا مطلب ہو گا پھر؟

Mian Raza Rabbani: With the consent of the Chairman.

جناب چیئرمین۔ تو چیئرمین تو تیار ہے۔

میاں رضا ربانی۔ اگر آپ دے رہے ہیں تو دے دیں پھر۔

جناب چیئرمین۔ آپ تو کہہ رہے تھے نہیں ہو سکتا۔

Mian Raza Rabbani: Sir, if you give the permission then it can.

Mr. Chairman: So, you are suggesting I should not give the permission.

Mian Raza Rabbani: No, no, you can give the consent.

Syed Iqbal Haider: Sir, you can give the permission only when somebody seeks the permission. How can you grant any relief when nobody is asking for the relief.

جناب چیئرمین۔ کیا دلچسپی ہے اس کو move کرنے میں۔ اگر ہے تو then somebody move it.

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ ہے ہے جناب۔ میں move کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, when he comes, it could have been moved.

Mr. Chairman: No, it is up to the House, what I am saying is,

چلیں بہتر ہے کہ جس نے move کی ہے وہ ہو تو پھر بہتر رہے گا۔

O.K. then we can for the time being.

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ جناب یہ اہم ہے اگر یہ move ہو جائے تو اچھا رہے گا۔

جناب چیئرمین۔ نہیں لیکن وہ mover نہیں ہے 'وہ چاہے گا کہ میری موجودگی میں ہو۔ ہاؤس کا sense دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ہاؤس چاہتا ہے کہ mover موجود ہو تو پھر کیا جائے اور اس کو ڈیفیر کر دیا جائے۔ this appears to be کہ بھئی جس کی Resolution ہے۔ اصل میں اصل بات یہ ہے کہ رضا ربانی صاحب کی اگلی آ رہی ہے تو وہ چاہ رہے ہیں کہ یہ ڈیفیر ہو جائے۔ چلیں let us go to Raza Rabbani Sahib. گوہر ایوب صاحب آپ

کا اور کون سا ہے۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب! چوتھا ہے جی۔ this could

hardly take a few minutes, sir. Item No.4.

جناب چیئرمین۔ کیوں جی item No.4 اقبال حیدر صاحب کا ہے۔

میاں رضا ربانی۔ جناب پہلے تو یہ Resolution پر کریں گے۔

سید اقبال حیدر۔ جناب یہ رضا ربانی صاحب کا item زیادہ اہم ہے کیونکہ اس کا ملازمتوں سے تعلق ہے۔ وزیر خارجہ صاحب کو بھٹی دے دیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

Mr. Chairman: But there will be no body to answer all your queries

now.

اگر یہ بھی چلے گئے۔

سید اقبال حیدر۔ سربراہ عزیر صاحب ہیں اور چوہدری شجاعت صاحب لابی میں بیٹھے

ہیں۔

Mr. Chairman: O.k. Yes Raza Rabbani Sahib, No.3.

RESOLUTION Re: UNNECESSARY RETRENCHMENT

IN OFFICES

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move the following resolution that this House calls upon the Government to restrain from massive retrenchment in Government Divisions, autonomous/ semi autonomous bodies and nationalized banks.

Mr. Chairman: Is it being opposed. It is being opposed. O.k. Mr. Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani: Sir, I am indeed very surprised that the Government has decided to oppose.

Mr. Chairman: They must be saying that there is no massive retrenchment, so what do you.....

Mian Raza Rabbani: Right Sir, since the Government has, in its wisdom, decided to oppose this resolution, I would very briefly state, as far as this resolution is concerned, that it is a matter of record that whenever the Government of the Pakistan Muslim League has come to office, it has always indulged in political victimisation and massive retrenchment of workers and it is very rightly being said that the PML(N) Government is one which kicks out people, which makes them jobless and which increases prices and on the contrary, the Pakistan Peoples Party governments are those which try and provide employment to the people of Pakistan. Whenever the Government of the Pakistan Peoples Party has come, we have never indulged in political victimisation or retrenchment of workers or employees who had been employed in the Government previous to us, for the simple reason because we feel that atleast one Pakistani, one poor Pakistani is gainfully employed and therefore, let him continue in service but on the contrary sir, as far as the PML(N) Government is concerned, we have also seen that as far as appointment at higher offices is concerned, as far as appointment of Chairman PTCL is concerned, as far as the employment of President of Habib Bank of Pakistan is concerned, the Government is very lavish. It is ready to give them out contracts at two, two and half lacs per month in the case of PTCL, sorry five lacs in the case of PTCL and going upto eleven lacs as far as the President of the Habib Bank is concerned, because they say that is expertise which has been

taken.

On the other hand, we find that the Government is looking to do away with the employment of low grade employees. People who are feeding atleast a family of eight to ten, people in the lower grade whose salaries range between fifteen hundred to three thousand rupees. In this connection sir, a down sizing Committee has been formed of which Dr. Pasha, who is the Deputy Chairman of the Planning Commission with the status of a Federal Minister and is heading it it is reported that Dr. Pasha's down sizing Committee has come to the conclusion that there are 102 corporations, autonomous, semi autonomous bodies that are functioning in Pakistan at the present moment. He has suggested that from 102 the number be reduced to 55. Now when the number of these corporations, autonomous, semi autonomous bodies is reduced from 102 to 55 that would mean that atleast over two lacs of people would be unemployed by the Government and they would be asked to pack up and go and that is why you find sir, that in order to give cover to this step of the Government, there was great haste in passing the Service Tribunals (Amendment) Act in the National Assembly and in the Senate, whereby these employees have been made Government Servants to that extent and that the relief that they were being able to get from the superior courts in terms of stay orders and writ petitions would now not be forthcoming but that they would be asked to appear before a hand picked Service Tribunal where the decisions of the government would be implemented straight away.

On the other hand Sir, we find that under the directives of the World Bank, the PML(N) government is undertaking a programme viz-a-viz the restructuring of the banking system and under the garb of restructuring of the banking system they are about to close over a thousand bank branches through out Pakistan. Now you

can imagine Sir, that when a thousand or more bank branches through out Pakistan are closed what would be the extent of un-employment that would follow. Now here again sir, I would most humbly submit that the law that we have just recently passed , the amendment to the banking law, whereby trade union activities have been curtailed is also a squeeze to try and stifle the voice of the bank employees, to try and take away the right that is given to them under the law and therefore that amendment in law has been brought about whereby trade union activity has been made the subject matter of the permission of the management of the bank and trade union leaders from out side, which is a normal standard practice in trade union activity, have been banned totally. So there again the banking sector has been hit , the corporations, autonomous and semi autonomous bodies have been hit.

Then let us come to yet another sector sir, and that is PIA, now what is going on in PIA Mr. Chairman, 200 , over 250 officers in the PIA were summarily dismissed, illegally dismissed without following the due course of law and that sir, has found substance in the judgement of the High Court of Sindh, which, in a number of cases where the petitioners had gone into petition, held that their dismissal was illegal. In order to circumvent the orders of the Court, prior order of the Court of granting stay order , and secondly, the final order in which it has held their dismissal as illegal, a surplus pool in PIA has been created. Now this surplus pool in PIA sir, that has been created has about three hundred to four hundred employees...

(At this stage the Aazan was heard)

Mr. Chairman: The House is adjourned for 15 minutes for the prayer break.

(Then the House was adjourned for 15 minutes for Maghrib prayers)

(وقت نماز مغرب کے بعد اجلاس دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین - یہاں تو کوئی interest نہیں لگتا ہے تو prorogue کر دیں - اگر کوئی نہیں آنا چاہتا ہے - کیوں ہی کیا خیال ہے جی فرمائیے -

جناب تاج حیدر - اگر آپ اجازت دیں تو میں رضا ربانی صاحب کو بلا لاؤں -

جناب چیئرمین - نہیں رضا صاحب کو --- چار آدمی کیا --- لے آئیں ان کو if this

is the state of affairs دلچسپی نہیں لے رہے ہیں تو 'بلا لیں ان کو but what I am saying

is جب یہ حالت ہے تو پھر prorogue کریں - Obviously they are now fed up, there

are no affairs, no interest. جی جناب رضا ربانی صاحب -

Mian Raza Rabbani : I apologise sir, I was talking about the PIA,

when we were interrupted by the Aazan and I had stated that in PIA, more than two hundred officers were given the sack. When they went to the High Court of Sindh to obtain stay orders, they were granted stay order but in order to circumvent the stay orders, a surplus pool was created. They were not sent back to their original appointments but they were shifted to the surplus pool. Subsequently, the High Court of Sindh has held that their dismissals were illegal in as much as that show cause notices and the due process of law was not followed. So as a consequence, these people were reinstated in service. But once again they have been kept in the surplus pool and an additional two hundred officers have been shifted to the surplus pool, thus taking the strength of the surplus upto round or about four hundred. Apart from this sir, a list of fourteen hundred and sixty employees has been prepared by the PIA management of low

grade PIA employees in which it has been alleged that these employees have been employed without the due process of law and without keeping the regulations in mind and the axe is waiting to be used on them. But what is more interesting today is a statement that has come from the Chairman of the PIAC, who is also a member of the National Assembly and a Member of the PML (N). He has taken the figure of fourteen hundred and sixty upto five thousand and has said that five thousand employees and this is a statement which I have with me, which appeared in the 'Nation' of today and he has said that five thousand employees of PIA in lower grades are waiting for the axe.

Now sir, it is most interesting because as I said earlier that the PML (N) continues to give patronage to people who are in high places like I said, the Pakistan Telecommunication's Chairman, as a package of five lacs a month. The President of the Habib Bank, Mr. Tareen, has a package of something like elevenlacs rupees per month. But on the other hand, low grade employees are being made to lose their jobs and redundancy is being declared in their category of employment. Even in PIA sir, PIA is no exception to this, there are approximately 22,000 employees of PIA and there about five hundred employees of PIA who are out station and sir, their salary amounts to about 40% of the total package of PIA's salary and these are Pakistanis or non-Pakistani residents of those countries. Now instead of initially bringing about an axe on those resident Pakistanis or non-Pakistanis who are in employment in the outer stations of PIA, instead of bringing about an axe on them, because as I said, they constitute 40% of the total pay package of PIA, here low grade Pakistani employees whose basic pay scale varies from 1,000 to 3000, 3500, 4000. They are being made victims. But again those employees because those who are outside

are either the 'sifarishis' of some Minister, some MNA, some Senator or some high up in the PML (N). So, therefore, they are being given the protection and the axe is falling on those poor employees who do not have any protection in these terms.

Then sir, there is the other example of KESC. In the KESC sir, the services of two hundred and three employees had been terminated, what is a matter of great concern is that constantly the PML government is flouting the orders of the superior court, constantly the PML government is showing total disrespect to the orders that the Superior Court have passed because in the case of these two hundred and three employees and I have their file with me over here, they had been granted stay orders by the High Court of Sindh and regardless of those stay orders, the KESC went ahead and terminated their services.

Similarly sir, in the province of NWFP also, there are over 5000 employees, I think the figure has now further expanded but the last figure that I had, on which I could say with authenticity was that there were over 5000 employees in the NWFP on whom the axe had been used by the Provincial Government. So, therefore, sir, it is very evident from the figures that I have given and from the various sectors that I have shown that be it the corporations, be it the autonomous bodies, be it the semi autonomous bodies, there the downsizing committee is working and they are wanting over 2 lac employees to be made redundant. Then the banking sector, under the dictate of the World Bank, the government is considering to close over a thousand branches, which would again create a redundancy of a large number of bank employees. And all of these have been given legal cover. In these circumstances sir, I would through you, most humbly make an appeal to the government that in the present economic situation, that is

prevailing, a single Pakistani, please do not see in which era of government he was given a job but if a single Pakistani is gainfully employed in this era, when the prices of "atta" have gone up, when the prices of ghee have gone up, when the prices of daily commodities have gone up, why do they want to

بجھاؤ چولہا۔ غریب لوگوں کے چولہوں کو یہ کیوں بجھانا چاہ رہے ہیں۔ جناب ایک آدمی کو یہ بے روزگار کرتے ہیں تو اس سے ایک خاندان کے 8 یا 9 آدمی متاثر ہوتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے آخر میں وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ حکومت اپنی اس massive retrenchment policy سے اجتناب کرے اور سرمایہ دارانہ پالیسی جو یہ حکومت follow کر رہی ہے ایک anitlabour and antipeople policy کو ترک کرے اور ایک عوام دوست پالیسی اپنائے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، جی وزیر خزانہ صاحب۔

Mr. Sartaj Aziz: It is a sad day for this country when a member of this House of the standing and intelligence of Senator Raza Rabbani, should present such a distorted picture of an issue, which requires a very dispassionate and objective analysis. Of all the problems that we face, are inherited from the past. Even more serious than that the budget deficit or the balance of payment crisis or the institutional crisis that we face here today. Each and every institution of state is today in a financial crisis. The governments can come and go but if state structure and its liability depends on the sum total of its institutions. If a country's institutions are weak, the country cannot become strong, it cannot prosper.

I do not have the time to go into the details but just to respond to the questions that were raised. The honourable Senator is well aware that when our last government came in 1990, at that time we realised that all the institutions of the country and departments were overstaffed. The budget deficit was rising and therefore, it was not advisable to give jobs to the people, only to give jobs, when

those people were not needed in those departments. In the very month we imposed a ban on new recruitment and that ban continued throughout the two and a half years when we were in government. Although the honourable member should know that it was a difficult decision. Our members of Parliament and our voters also demanded jobs but that is the main difference between our party and the Peoples Party. For us the national interest comes before our party interest and we did not, therefore, remove the ban till the end, apart from competitive examination so that quality entry should continue. Maintained that ban till our departure and our main expectation was that since we cannot remove people and we are being charged that we removed all the people appointed by them, it was wrong. Only those few people were removed where the appointment criterion was violated either the required qualifications were not there or age limit was not observed. Apart from those, irrespective of political affiliation those people were not removed but we felt that if every year 3, 4, 5 per cent people retire in five years 20/25 people will be reduced and the size of government employees will go down and that was our policy.

When their government came the situation was much worse, the budget deficit was much larger and yet they went ahead with recruiting people blindly, without regard to merit, on purely political criterion in almost every department of the government. There are cases in which the department said like Sui Northern or OGDC that we have even no place for people to accommodate. They send them 600 officers and say they are officers under training, just pay them 6000 rupees, they won't come to the office, they don't need Steno, they don't need anything, just pay them 6000 rupees a month. And the recruitment was done in a manner they talked about PIA. PIA was already losing money, the number of officers and staff

appointed in the last regime made PIA one of the Airlines in the world with the highest tax to aircraft ratio. The whole PIA is full of protocol and yet they appointed protocol officers after protocol officers in New York and everywhere else. In Denmark they appointed a GSA totally irregularly and then appointed Sales Manager. The number of General Managers alone in PIA rose to 167.

WAPDA, we all know they cannot pay their liabilities and a system like that should work with 50 thousand people. It already had 150 thousand people and yet they appointed 15 thousand more people. In PTC they appointed 15 thousand more people. So in overall two lac people were appointed without regard to merit, without there being any need, without any financial viability of their appointment. If you want to give jobs to people revive the industry, create jobs in the private sector, create self employment so that people are productively employed. To employ people in government when they are not required and appoint them without merit is doing double damage because the quality of those people is not very good. So after that, to present the thing that they give jobs and we turned people out and they are the people-oriented government and we are not, the real people-orientation is safeguarding the interest of the economy, to have viable institution, to have a functioning economy, to have an economy that provides jobs to everybody, where inflation is low. On all those criteria they are failed and now they are shedding crocodile tears for retrenchment and downsizing. Take for example banks, when we came last time, UBL was already in a crisis. As a result of our ban the total number of employees in UBL came down from 22 thousand to 20 thousand and gradually it was coming down. They have raised it again to 24 thousand. The administrative budget of UBL went up in these 3 years from 7 hundred crores to 11 hundred crores and their profit of 250 crores was wiped

off and making it a negative and that is why they were in a crisis when they were trying to privatize it. So , are we interested in the viability of the banking sector and if the banking sector is viable and the economy grows , not 4 thousand people but 10 thousand people can get job in the rest of the economy rather than absorbing 4 thousand people in UBL for jobs which do not exist and on the basis of criteria that are not fair.

So the basic point is that despite the fact that there is a need for downsizing, despite the fact that the corporations cannot do , we have repeatedly stated that we are not throwing out people, surplus pool means we are still paying them. Similarly , KESC has a deficit of 11 billion rupees this year, what was the justification for appointments these, they should not become dumping ground for surplus staff. They have to become viable entity. They have to meet the financial criterion. They have to meet their obligations. They have to provide efficient service. The bank rates are high because administrative costs are not 2% but 4%. So all the borrowers have to pay money, the industry has to pay that extra interest. Similarly, the electricity prices have to be high because the administration cost is too high. So that is why we are looking at these institutions from the point of view of the long term viability of these institutions. At the same time, we want to handle the human problems as humanly as possible so that the people who are entitled to have golden hand shake or an early retirement, will get those. Those who can be retrained to absorb elsewhere, will be done, those who can not, will be carried in the surplus pool as long as they get alternative jobs.

So we are not throwing anybody on the street and all we are doing is to make these corporations and these entities and departments much more viable because without them the government can not really function , our budget can not

be reduced . With these words , I am prepared to support this resolution if the word ' massive' is replaced by 'unnecessary' because if the retrenchment is necessary, then they can not say it should not be done but if it is unnecessary then it should not be done. So, the word ' massive' is changed to 'unnecessary' . I am prepared to support the resolution.

جناب چیئرمین - کیوں جی unnecessary کر دیں تو resolution unanimously pass ہو جائے گی۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I will not go for a change.

جناب سرتاج عزیز۔ جناب والا! میں amendment move کر دیتا ہوں

the 'massive' should be replaced by 'unnecessary' and we can carry it.

Mr. Chairman: The question before the House is that the word 'massive' should be replaced by 'unnecessary'

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: So, the word 'massive' is replaced by 'unnecessary'.

میاں رضا ربانی۔ جناب والا! میں ڈویژن چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ سارے اس کی support کر رہے ہیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, we are opposing the amendment.

جناب چیئرمین۔ جی unanimously pass ہو گئی ہے۔ جی اب prorogue کریں۔

This has been passed unanimously now.

In exercise of the powers conferred by Clause(1) of Article 54 of the

Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on
the Conclusion of its sitting on Monday the 2nd June , 1997.

Sd/-

(Farooq Ahmed Khan Leghari)

President

Then the House prorogued sine die.
